SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATE

Sunday,December 26,1993

The Senate of Pakistan met in the old National Assembly Hall (State Bank Building) Islamabad, at twenty-five munutes past four of the clock in the afternoon, with Mr. Chairman (Mr. Wasim Sajjad) in the Chair.

RECITATION FROM THE HOLY QURAN

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یا یھا الذین آمنو لا تلھکم اوالکم ولا اولادکم عن ذکر الله ۔ و من یفعل ذالک فالئک ھم الخاسرون O و انفقوا مما رزقنکم من قبل ان یاتی احدکم الموت فیقول رب لو لا اخترتنی الی اجل قریب فاصدق واکن من الصالحین O ولن یوخر واللہ نفسا انا جآء اجلھا واللہ خبیر بما تعملون O

(ترجمہ) اے ایمان والو ! تم کو تمھارے اموال اور تمھاری اولاد اللہ کے بارے میں غافل نہ کر دیں اور جو ایسا کرے گا ۔ ایسے ہی لوگ خسارے والے ہیں اور جو کچھ اللہ تعالی نے تم کو دیا ہے ۔ اس میں سے اس سے پہلے خرچ کر لو کہ تم میں سے کسی کی موت کا وقت آ جائے اور وہ کہنے لگے ۔ اے میرے رب مجھے تھوڑے دن کی مہلت اور کیوں نہ دی کہ میں خیرات کر دیتا اور نیک لوگوں میں ہو جاتا ۔ اللہ تعالی کسی شخص کو بھی جب اس کی موت کا وقت آ جائے ، ہرگز مہلت نہیں دیتا اور اللہ تعالیٰ کو تمھارے سب کاموں کی خبر ہے ۔

Penal of Presiding Officers

Mr. Chairman: In exercise of power conferred by Rule 14 of the Rules of Procedure and conduct of Business in the Senate , 1988, I hereby nominate the following Senators to from the panel of the presiding officers for the 47th Session of

SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATE

Sunday,December 26,1993

The Senate of Pakistan met in the old National Assembly Hall (State Bank Building) Islamabad, at twenty-five munutes past four of the clock in the afternoon, with Mr. Chairman (Mr. Wasim Sajjad) in the Chair.

RECITATION FROM THE HOLY QURAN

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یا یھا الذین آمنو لا تلھکم اوالکم ولا اولادکم عن ذکر الله ـ و من یفعل نالک فالئک ھم الخاسرون O و انفقوا مما رزقنکم من قبل ان یاتی احدکم الموت فیقول رب لو لا اخترتنی الی اجل قریب فاصدق واکن من الصالحین O ولن یوخر والله نفسا انا جآء اجلھا والله خبیر بما تعملون O

(ترجمہ) اے ایمان والو ! تم کو تمہارے اموال اور تمہاری اولاد اللہ کے بارے میں غافل نہ کر دیں اور جو ایسا کرے گا ۔ ایسے ہی لوگ خسارے والے ہیں اور جو کچھ اللہ تعالی نے تم کو دیا ہے ۔ اس میں سے اس سے پہلے خرچ کر لو کہ تم میں سے کسی کی موت کا وقت آ جائے اور وہ کہنے لگے ۔ اے میرے رب مجھے تھوڑے دن کی مہلت اور کیوں نہ دی کہ میں خیرات کر دیتا اور نیک لوگوں میں ہو جاتا ۔ اللہ تعالی کسی شخص کو بھی جب اس کی موت کا وقت آ جائے، ہرگز مہلت نہیں دیتا اور اللہ تعالیٰ کو تمہارے سب کاموں کی خبر ہے۔

Penal of Presiding Officers

Mr. Chairman: In exercise of power conferred by Rule 14 of the Rules of Procedure and conduct of Business in the Senate , 1988, I hereby nominate the following Senators to from the panel of the presiding officers for the 47th Session of

the Senate:

1. Malik Faridullah Khan
2. Malik Muhammad Hayat
3. Mr. Bashir Ahmad Matta

جی جناب یوسف شاہین صاحب۔

جناب یوسف شاہین ۔جناب! میں آپ سے کچھ معلوم کرنا چاہتا تھا کہ آپ President کا الیکشن لڑنے کے بعد پہلی بار یہاں تشریف لائے ہیں ۔ آپ تین مہینے سے زیادہ عرصے تک یہاں ملک کے پریزیڈنٹ رہے اور اس دوران آپ نے بائیس آرڈیننسز پر دستخط کیے اور ابھی جو موجودہ صدر ہیں انہوں نے بھی تقریباً اس تھوڑے سے عرصے میں آٹھ آرڈیننسز پر دستخط کیے ہیں ۔ آپ ایک جمہوری ادارے کے چیئرمین ہیں ۔ تو ہم ایک تھوڑی سی بات آپ سے سمجھنا چاہتے ہیں کہ کیا اس سے پہلے ملک میں یہ روایت رہی ہے ۔ خاص طور پر ۲۲ آرڈیننسز کے بارے میں اس کا مطلب ہے کہ ہر تیسرے دن ایک آرڈیننس کا جاری ہونا جو فوجی حکومت میں ہوتا ہے ۔

جناب چیئرمین ۔ آپ مجھے یہ بتائیں کہ جس دوران فوجی حکومت کا صدر تھا تو اس وقت قانون سازی پر حرف آتا تو میں کیا کرتا ۔ اگر اس دوران الیکشن کے سلسلے میں یا کسی کام کے سلسلے میں قانون بنانا ہو تو پھر کیا کیا جائے ۔

(مداخلت)

جناب یوسف شاہین ۔ آپ ٹھیک فرما رہے ہیں ۔ ہم آپ سے یہ سمجھنا چاہ رہے ہیں کہ جب یہ Upper House موجود تھا اور مسٹر معین قریشی جو اس وقت پرائم منسٹر تھا اس نے بھی تو Upper House کو اہمیت نہیں دی ۔ وہ آخر وقت تک نہیں آیا اور ---

جناب چیئرمین ۔ مجھے یہ بتائیں کہ اگر یہ Upper House تھا تو کیا Upper House بذات خود کوئی قانون بنا سکتا ہے یا نہیں ۔

جناب یوسف شاہین ۔ کم از کم ہم اس میں participate کر سکتے تھے ، ہم آپ کی بات سمجھنا چاہ رہے ہیں ۔

جناب چیئرمین۔ اگر Upper House کوئی قانون بنا سکتا ہوتو پھر آپ کی بات جائز ہے کہ یہ قانون یہاں بننا چاہئیے تھا۔ لیکن اگر وہ قانون نہیں بنا سکتا تو وہ قانون ساز ادارے ---

جناب یوسف شاہین ۔ یا ابھی جوآرڈیننس پاس ہونے کی روایت چلی اس کو ہم بھلا روک سکتے ہیں؟

(مداخلت)

جناب چیئرمین ۔یہ مناسب طریقے سے آپ روک سکیں گے۔ اس کا ہم جواب دیں گے۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ قانون سازی کی ضرورت تھی اور وہ ادارہ موجود نہیں تھا۔ جو قانون بنا سکتا ہے ۔ یعنی نیشنل اسمبلی کی تبدیلی اور فوری طور پر قانون کی ضرورت، لیکن جب بھی آرڈیننس بنایا جاتا ہے تو شریعت کورٹ کو یہ اختیار ہوتا ہے ۔ ایک resolution کے ذریعے فی الفورختم کر سکتا ہے۔ یہ اختیار آپ کا بھی ہے۔

جناب یوسف شاہین۔ ابھی آپ آرڈیننس کی بات کر رہے ہیں۔ ہم آپ کے لیے ---

جناب چیئرمین ۔اب چونکہ نیشنل اسمبلی کا session ہے ۔ اب نہیں جاری ہو سکتے ۔ قانونی طور پر جاری نہیں ہو سکتے۔

جناب یوسف شاہین ۔ جی ۔ Thank you sir.۔

Mr. Chairman: Another announcement I have to make that Malik Mohammad Qasim have been nominated as the Leader of the House by the Prime Minister in accordance whith the Rules of Procedure and Conduct of Business..

جناب بوستان علی ہوتھی۔ شاہین صاحب نے جو سوال کیا تھا وہ آپ سے نہیں بلکہ Law Minister سے کہ جب کہ اسمبلی session میں ہے تو پندرہ بیس دن کے اندر یہ ۹ آرڈیننس کیسے جاری ہوئے۔

جناب چیئرمین۔ چلیں۔ جب وقت آئے گا مناسب تو دیکھیں گے۔

جناب بوستان علی ہوتھی ۔جناب میں آپ سے نہیں پوچھ رہا ہوں ۔

جناب چیئرمین ۔ جب وقت آئے گا تو ان سے بھی میں ہی پوچھوں گا ۔ جی جناب شہزاد گل صاحب ۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین ۔ ایسی کوئی روایت نہیں ہے ۔ جی کیا گیا ہے ۔ جی یہ پہلے کر دیا گیا ہو گا ۔ محمد علی خان صاحب اس وقت نہیں ہیں ۔ میرے خیال میں یہ اعلان ہو چکا ہے ۔ یہ صحیح بات ہے کہ

Mr. Muhmmad Ali Khan have been nominated as Leader of the Opposition.

جی جناب حافظ حسین احمد صاحب ۔

حافظ حسین احمد ۔ شکریہ جناب ۔ میں آپ کو مبارک باد پیش کرتا ہوں ۔

جناب چیئرمین ۔ بڑی مہربانی ۔

حافظ حسین احمد ۔ جناب بڑی خوشی ہوئی کہ یہاں عربی ترجمہ کی بھی سہولت ہے ۔ اب ہم عربی میں بھی تقریر کر سکتے ہیں ۔

جناب چیئرمین ۔ جی جناب بہرور سعید صاحب ۔

اخونزادہ بہرور سعید ۔ جناب میں اقبال حیدر صاحب کو جو کہ سینیٹر ہیں اور مرکزی وزیر مقرر کیے گئے ہیں ا،ن کو مبارک باد پیش کرتا ہوں اور میں توقع کرتا ہوں کہ وہ حسب معمول میرے ساتھ لڑا نہیں کریں گے اور اب زیادہ سے زیادہ یہ تحمل اور بردباری سے سنا کریں گے ۔

جناب چیئرمین ۔ شکریہ جی ۔ یہ ایک تحریک استحقاق ہے ۔ جی جی منظور گچکی صاحب ۔

جناب منظور احمد گچکی ۔ جناب والا آپ پچھلے سیشن میں نہیں تھے تو ڈپٹی چیئرمین صاحبہ کرسی صدارت پر تھیں جناب والا' ایک ٹیکنیکل مسئلہ ہے جو میں آپ کی خدمت میں گوش گزار کرنا چاہتا ہوں اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ آئندہ بھی نہ ہو ۔ یہ آئینی بھی ہے اور رولز میں بھی ترمیم نہیں ہے ۔ وہ یہ ہے کہ جس وقت آخری دن صبح کے وقت نہیں دوپہر کے وقت ایوان کو برخاست کیا گیا ۔ پہلے برخاست کیا گیا اور جب لوگ اٹھنے لگے ممبران اٹھنے لگے کچھ باہر تھے کچھ ہال کے اندر تھے تو House کو prorogue کیا گیا'

اور اس حکم نامے پر جو announce کیا گیا، اس میں آپ کا نام announce کیا گیا کہ صدر پاکستان وسیم سجاد صاحب نے prorogue کیا۔ جناب والا! تقریب حلف وفاداری تو صبح نو بجے ہوگئی اور اجلاس prorogue کوئی ڈھائی تین بجے کیا گیا جس میں بطور صدر آپ کا نام پڑھا گیا۔ میں سمجھتا ہوں جناب والا کہ ٹیکنیکلی، آئینی طور پر وہ سیشن اب تک مسلسل چل رہا ہے چھیالیسواں۔ یہ جو announcement ہوا ہے سینتالیسواں میں سمجھتا ہوں کہ یہ صحیح نہیں ہے۔ اس کے بارے میں یقیناً" میں آپ کی رولنگ چاہوں گا۔

جناب چیئرمین، وہ جو prorogue ہوگیا ہے تو پھر کیسے نہیں ہوا۔

جناب منظور احمد گچکی۔ جناب adjourn کرنے کے بعد دو منٹ بعد پھر دوبارہ اسے prorogue کیا گیا یعنی adjourn ہو چکا تھا اور اب دوبارہ ہاؤس میں لوگ نہیں آئے تھے۔ adjourn کے بعد چونکہ انہوں نے وقت دیا ہوا تھا ڈھائی یا تین بجے کا جو مجھے یاد ہے جب ہم 20 منٹ کے لئے باہر جا رہے تھے تو کچھ لوگ باہر تھے اور کچھ لوگ ہال میں تھے جو انہوں نے آپ کا آرڈر پڑھ کر سنایا جب کہ آپ اس وقت صدر مملکت نہیں تھے۔

جناب چیئرمین، تو پھر اس کو کسی مناسب وقت پر دیکھ لیں گے ۔ ملک فرید اللہ خان صاحب کو بلالیں۔

(اس مرحلے پر کرسی صدارت پر ملک فرید اللہ خان صاحب تشریف فرما ہوئے)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر۔ شکریہ! ایک تحریک استحقاق ہے جو کافی عرصے سے pending چلی آ رہی ہے ۔ پروفیسر خورشید احمد، جناب محمد علی خان، جناب منظور احمد گچکی، جناب اعجاز علی خان جتوئی، سید محمد فضل آغا، ڈاکٹر بشارت الٰہی، حافظ حسین احمد، میر عبدالجبار، جناب عبدالرحیم خان، تو پروفیسر صاحب آپ پڑھیں گے۔

پروفیسر خورشید احمد، جی جناب، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، جو تحریک استحقاق پیش کی گئی تھی۔

سید اقبال حیدر، میں یہ oppose نہیں کرتا یہ move ہو چکی ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر۔ پروفیسر صاحب، اس کو آپ نے پہلے move کیا ہوا ہے؟

پروفیسر خورشید احمد، جی ہاں میں نے move کیا ہوا ہے، admit ہوگئی ہے for

discussion اب ہم نے اس پر discussion کرنی ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: اچھا ٹھیک ہے' وزیر قانون کو کوئی اعتراض نہیں ہے۔

سید اقبال حیدر: جناب چیئرمین! یہ تحریک استحقاق جو اس وقت move ہو چکی ہے اس کو ہم oppose نہیں کرتے۔ اس کو کمیٹی میں refer کر دیا جائے تو مناسب رہے گا۔

پروفیسر خورشید احمد: نہیں جناب پچھلی مرتبہ یہ بات طے ہوئی تھی۔ پارلیمنٹری افیئرز والوں نے oppose کیا تھا اور اس کے بعد یہ ہوا تھا کہ اس پر discussion ہو گی۔ میں پڑھتا ہوں جناب۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: اقبال حیدر صاحب پچھلی دفعہ اپوزیشن نے اس کی حمایت کی تھی۔

سید اقبال حیدر: وہ ٹیکنیکل اپوزیشن تھی جناب چیئرمین۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: وزیر قانون اس کو اپوز نہیں کرتے تو اس کے اوپر discussion شروع کر دی جائے' جی ڈاکٹر صاحب۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی: جناب میں وضاحت کر دیتا ہوں۔ جب یہ تحریک استحقاق پیش کی گئی تھی تو اس وقت یہ وزیر قانون نہیں تھے ۔ ہم oppose نہیں کرتے مگر ساتھ ساتھ اس کے arguments بھی ہوں گے جب سیشن دوسرا آئے گا اس وقت یہ august House اور آپ جیسا مناسب سمجھتے ہیں' ہم حاضر ہیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: جی پریویلج موشن ہے۔

Editorial published in the daily "Muslim", moved by Prof. Khurshid Ahmed, Mr. Muhammad Ali Khan, Mr. Manzoor Ahmed Gichki, Mr. Aijaz Ali Khan Jatoi, Syed Muhammad Fazal Agha, Dr. Bisharat Elahi, Hafiz Hussain Ahmed, Mr. Abdul Jabbar and Mr. Abdur Rahim Khan.

جی پروفیسر خورشید احمد صاحب۔

PRIVILEGE MOTION REGARDING THE ALLEGATIONS

AGAINST THE SENATE BY THE DAILY "MUSLIM"IN ITS

EDITORIAL.

Prof . Khurshid Ahmed: I take this opportunity to move the following privilege motion:

"The Muslim" has editorially commented on Senate and its members in its edition of today i.e. 13th November, 1993. The comments are alleged to have beenprovoked by the recent Private Bill moved in the Senate by Senator Manzoor Gichki and the Resolution approved by the Senate in May 1991 which I had the honour to move and which was passed by the overwhelming majority of the Senate.

While we are committed to the freedom of press, it is also important that the press must show due sense of responsibility and respect for facts. Right of freedom cannot be extended to misuse and disrepute. The editorial comment is based on total disregard of facts as it alleges that the method of election to the Senate is undemocratic and that one-fourth of its members are nominated. Twice reference has been made to this canard of nomination. It has been claimed that "the Senate today has members who cannot even win election to a union council." A fictitious and imaginary concept of non accountability of the Senate has been projected. Similarly, hallucination of clash between Senate and the National Assembly has been trumpeted. The Senate has also been accused of harassing and embarrassing the previous Benazir Government. Senate has been repeatedly accused of playing mischief and inflicting damage and of 'dirty play'. The editorial letter has gone to the extent of saying that 'people who soar too high only expose their bottom' . This editorial is a malicious piece of editorial's slander, directed to bringing Senate disrepute. This is a clear breach of privilege of the Senate and its

members. It also directly concerns the two senators - Senator Manzoor Gichki who has moved the recent Private Bill and myself who was the mover of the earlier Resolution in May, 1990-91.

I am, therefore, taking this opportunity to bring this to the notice of the Senate and its Privileges Committee and request that the House may either directly discuss the matter or refer it to the Privileges Committee for investigation and recommendation.

جناب چیئرمین! سب سے پہلی بات میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ پریس کی آزادی ایک مسلمہ حقیقت بھی ہے اور ایک ضرورت بھی - ہمارے دستور میں بھی پریس کی آزادی کی ضمانت دی گئی ہے اور جمہوریت کا، اسلامی نظام شوریٰ کا یہ بنیادی اصول ہے کہ پریس کو، افراد کو، پارٹیوں کو اپنی رائے کے اظہار کی آزادی ہونی چاہیئے - قرآن میں امر بالمعروف اورنہی عن المنکر کو ذمہ داری قرار دیا گیا ہے - امت کی اور اس کے افراد کی، تو یہ چیز ممکن نہیں ہے جب تک کہ آپ کو آزادی نہ ہو اختلاف کی اور تنقید کی- یہ بات واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ پریس کی آزادی، اس کا یہ حق کہ وہ تنقید کرے، سب پر، افراد پر بھی، اداروں پر بھی، یہ مسلم ہے، اور یہ dispute نہیں ہے - سوال یہ ہے کہ کیا اختلاف، تنقید اور احتساب کی آزادی کے معنی یہ ہیں کہ دوسرے کی عزت سے کھیلا جائے، ان پر ایسے الزامات لگائے جائیں جن کا حقیقت سے کوئی تعلق نہ ہو، ایسی باتیں پیش کی جائیں، ایسے دلائل دیئے جائیں جو حقائق سے بھی مطابقت نہ رکھتے ہوں، اور پھر اس کے لئے وہ زبان استعمال کی جائے جو libellous ور slimy ہو اور اس زبان کا استعمال آزادی اظہار کے سہارے سے نہیں کیا جا سکتا- کوئی مہذب معاشرہ اس کی اجازت نہیں دیتا، دنیا کے تمام ممالک میں libel کے خلاف، slime کے خلاف قوانین موجود ہیں، اسلام میں اس کے الگ قوانین موجود ہیں، جس کے معنی یہ ہیں کہ آپ کو بات کرنے کی، اختلاف کرنے کی اجازت ہے، لیکن آپ نے یہ کام ذمہ داری سے کرنا ہے، یہ ذمہ داری صرف اتنی نہیں کہ دوسرے کی عزت کے ساتھ آپ کھیلیں- یہ پہلی چیز ہے جناب چیئرمین! جو میں چاہتا ہوں کہ آپ کے سامنے لائی جائے کہ ہم آزادی صحافت کے قائل ہیں، اس کے لئے ہم نے کوشش کی ہے، قربانیاں دی ہیں، لڑے ہیں، اور آئندہ بھی لڑیں گے، لیکن اس آزادی کا غلط استعمال کیا گیا ہے - اور دوسری بات جناب والا! میں آپ کو یہ جاتا ہوں کہ اس editorial کو اگر آپ بلا کسی جذباتی انداز کے خالص معروضی طریقے سے، اور جس بھی انداز سے آپ دیکھیں تو آپ یہ دیکھیں گے کہ اس کے اندر پہلی بات

یہ پیش کی گئی ہے سینٹ میں پڑھ دیتا ہوں کہ

Senate in its original form was designed specifically by the dictator General Zia-ul-Haq to keep the elected Assembly and Prime Minister under his thumb.

جناب والا! سینٹ 1973 کے دستور کا creation ہے ' اور آپ کو یاد دلاؤں کہ اس سے پہلے جب پہلی Constitutional Assembly ملک کے مستقبل کے دستور کا خاکہ بنا رہی تھی تو bicameral نظام تبدیل ہوا' لیکن authority کی بنیاد پر bicameral کی بجائے ہم unicameral نظام کی طرف آئے' دنیا کے دوسرے 28 ممالک ایسے ہیں جہاں bicameral نظام جاری ہے اور میں موازنہ کرکے بتاؤں گا کہ جو سٹرکچر ہمارے سینٹ کا ہو وہ کوئی نادر چیز نہیں ہے ' وہ کوئی innovation نہیں ہے ' وہ کسی ڈکٹیٹر نے اپنے مفاد کے کے لئے مسلط نہیں کیا بلکہ معروف جمہوری روایات اور فیڈریشن کے تحفظ اور فیڈریشن کے حقوق کو بروئے کار لانے کے لئے یہ کیا گیا ہے - بلاشبہ آٹھویں ترمیم کے تحت سینٹ کی حیثیت میں اضافہ ہوا ہے ' نمبر ایک اس کی تعداد بڑھائی گئی ' نمبر دو سینٹ میں بل negotiate ہو سکتے ہیں جو پہلے نہیں تھا' یہ اس لئے بھی رکھا گیا کہ سینٹ میں ایک constitution بنائی گئی جس کے ذریعے سے technocrats' علما' سپیشلسٹ لائے جا سکیں' سینٹ کو یہ اختیار بھی دیا گیا کہ اس کی duration چار کی بجائے چھ سال کی گئی اور اس میں جو re-election ہے وہ آدھے افراد کا ہر تیسرے سال کے بعد ہوگا- یہ changes ہیں دو چار جو اس میں کی گئی ہیں- ان میں سے کون سی چیز ہے جسے آپ محض ڈکٹیٹر کے دماغ کا creation قرار دے سکیں' ان میں سے کون سی چیز ایسی ہے جس کی بنیاد پر قومی اسمبلی کی حیثیت متاثر ہوئی ہے ' یا وہ ڈکٹیٹر کے thumb میں آ گئی ہے ' یہ میں سمجھتا ہوں کہ سراسر آئین کے خلاف بات ہے- دوسرے جناب والا! یہ بات کی گئی ہے اور بار بار کی گئی ہے کہ

to raise the strength of its members to better match the National Assembly

نیشنل اسمبلی کے اراکین کی تعداد 233 تھی آٹھویں ترمیم سے پہلے ' عورتوں کی پہلے دس سیٹیں ہوتی تھیں' جنہیں بڑھا کر 227 سے 233 کیا گیا' سینٹ میں بھی 20 کا اضافہ ہوا- لیکن نیشنل اسمبلی کی تو سینٹ کے مقابلے میں تین گنا تعداد زیادہ تھی تو یہ proportion بہت زیادہ تھی ' اس کے بعد فرماتے ہیں کہ

but also introduce the most undemocratic method of selection of about one-fodurth of its members to be nominated.

جناب والا! ہمیں افسوس ہوتا ہے کہ ایک قومی روزنامہ جو ملک اور ملک سے باہر جاتا ہے ' اس کے

اداریہ نگار کو یہ بھی معلوم نہیں ہے کہ ملک کے سینٹ میں انتخاب کا طریقہ کیا ہے ؟ پاکستان کے سینٹ میں ایک فرد کا بھی nomination نہیں ہوتا، جناب والا! میں ابھی آپ کو بتلاؤں گا کہ دنیا کے دوسرے ممالک میں جنہیں جمہوری ممالک تسلیم کیا جاتا ہے سینٹ میں nomination بھی ہوتا ہے ، لیکن پاکستان کے سینٹ کے 87 ارکان میں سے ہر ایک منتخب ہوتا ہے ، بلاشبہ انتخاب کے طریقے میں فرق ہے ، 19 افراد ہر صوبے سے آتے ہیں، ہرصوبے کی elected assembly انہیں منتخب کرتی ہے ، اور یہ معروف طریقہ ہے (upper house) کے انتخاب کا، اس کے بعد فاٹا کے ممبرز اور قومی اسمبلی کے ممبرز ، ان کے انتخاب کے لئے ایک طریقہ کار اختیار کیا گیا ہے جو میری نظر میں قابل اصلاح ہے ، لیکن بہرحال وہ بھی ایک طریقہ انتخاب ہے، indirect نہیں تھا، لیکن سینٹ میں کوئی ایک شخص بھی nomination کے ذریعے نہیں آیا جبکہ ان کے editorial میں دو بار صراحت کے ساتھ یہ بات کہی گئی ہے کہ یہاں پر nomination کا طریقہ اختیار کیا گیا ہے ۔ اس کے بعد جناب والا! کہا گیا ہے کہ

it is therefore, no surprise that the Senate today has members who cannot win election of the Union Council

یہ اس پر based ہے کہ چونکہ nomination ہوتا ہے اور nomination کے ذریعے جو لوگ آ رہے ہیں وہ، وہ ہیں جو منتخب نہیں ہیں ۔ حالانکہ یہ بات غلط ہے ۔ سینٹ میں جو لوگ آئے ہیں وہ نیشنل اسمبلی میں منتخب ہوئے ہیں ، وہ صوبائی اسمبلیوں میں منتخب ہوئے ہیں ، انہوں نے distinguished خدمات انجام دی ہیں ، اور ان کی خدمات کا اعتراف کیا گیا ہے ، اور سینٹ سے جا کر لوگ قومی اسمبلی میں منتخب ہوئے ہیں تو اس طرح دراصل یہ ان کے اوپر الزام لگانا اور اس کو editorial کی بنیاد بنانا اس editorial میں بلکہ یہ حقائق کے خلاف بھی ہے اور اصول جمہوریت کے خلاف بھی ہے ۔

جناب والا! اس کے بعد کہا گیا ہے

that the principle that half of the Members retire every three years has assured that the elected government at any time could have no more then half of the Senators from its own party and is forced to live with the other half elected by its predecessor and if an assertive political government sought to strengthen its position in the Senate there were the sword of Article 58 (2) (b) to take care of it.

جناب والا! بڑا دکھ ہوتا ہے اداریے میں اس نوعیت کے الزامات کو پڑھنا اس لئے کہ یہ پورا مفروضہ ہے کہ

سینٹ اور اسمبلی برسرِپیکار ہیں اور سینٹ کا کام یہ ہے کہ وہ اسمبلی کے کام کو روکے حالانکہ سینٹ اور اسمبلی پاکستان کی جمہوریت کی گاڑی کے دو پہیے ہیں یہ گاڑی دونوں پہیوں پر چلتی ہے یقیناً یہ دونوں ایک دوسرے کی معاونت کرتے ہیں اور اگر کسی معاملے میں سینٹ کسی بل کو تبدیل کرتا ہے modify کرتا ہے جو دستور کے دیئے ہوئے اختیارات کے تحت کرتا ہے تو اس مقصد سے کرتا ہے کہ اس بل کو improve کیا جا سکے ۔ اس ملک کے لئے اس کو بہتر بنایا جا سکے اور جناب والا! یہ ریکارڈ ہے کہ سینٹ نے ایسے بلوں کو بھی قبول کیا ہے جو فی الحقیقت قانونی اعتبار سے کمزور تھے جمہوری اعتبار سے کمزور تھے اور ان کی اس کمزوری کا اعتراف حکومت وقت نے ایوان سینٹ میں کیا ہے لیکن سینٹ نے ان کا راستہ روکنے کی بجائے کوشش کی کہ ایسے بلوں کو بھی پاس کر دے اور حکومت کو موقع دے کہ وہ اس میں ترمیم کرے کم از کم تین بل ایسے ہیں جس پر میں نے خود اعتراضات کئے میرے اور ساتھیوں نے کئے اور اس کے بعد گورنمنٹ in power نے تسلیم کیا کہ ہاں ہم نے یہ بل جلدی میں پاس کر دیا آپ کا یہ اعتراض درست ہے ہم اس کو amendment کے ذریعے سے درست کریں گے تو یہ تو دراصل تعاون کی فضا ہے یہ اس کو دور کرنے کا معاملہ ہے پھر جس طرح سینٹ review کر سکتا ہے اسمبلی کے پاس کردہ بل کو بالکل اسی طرح اسمبلی بھی کر سکتی ہے سینٹ کے پاس کردہ بل کو ۔ شریعت بل یہاں پاس ہوا ہے 9th amendment بل یہاں پاس ہوا پہلے اس کے بعد اسمبلی میں گیا ۔ اسمبلی نے اس کو پاس نہیں کیا۔ کیا اس کے معنی ہیں کہ اسمبلی ویٹو کرنے کے لئے ہے ۔ ایسا نہیں ہے یہ دونوں ایک دوسرے سے مل کر چلتے ہیں یہ ہے constitution کا accept کرنا پھر بنیادی سیاست کے جو اصول ہیں ان میں یہ بات جانی چاہئیے کہ نیشنل اسمبلی کو کسی وقت بھی dissolve کیا جا سکتا ہے بلاشبہ آرٹیکل 58(2)(B) آج بھی کھڑی ہے سینٹ نے ہمیشہ اس کو oppose کیا ہے اور تین بار جب بھی اسمبلی ٹوٹی سینٹ نے اعتراض کیا تنقید کی ، اختلاف کیا 88 میں بھی 90 میں بھی اور 93 میں بھی یہ آن ریکارڈ ہے کہ اس نے کبھی بھی نیشنل اسمبلی کے ٹوٹنے پر خوشی نہیں منائی اس نے اس کو پارلیمنٹ کے وقار کے خلاف سمجھا ہے ۔ اس نے اس کو جمہوری process کے لئے نقصان دہ سمجھا ہے اور اس پر حکومت وقت کا احتساب کیاہے اس کے اوپر۔ دونوں ثبوت حاضر ہیں یہ ہے سینٹ کا ریکارڈ لیکن جناب والا! اس اداریے کے اندر جو تصور پیش کیا گیا ہے وہ یہ ہے کہ سینٹ اور اسمبلی ایک دوسرے کے خلاف متحارب قوتیں ہیں یہ گویا کہ ایک دوسرے کی ٹانگ کھینچ رہے ہیں ۔ ایک دوسرے کو ناکام کرنے پر تلے ہوئے ہیں حالانکہ ایسی کوئی بات نہیں ہے یہ ایک دوسرے پر الزام ہے ۔ جو جمہوریت اور فیڈریشن دونوں کے مسلمہ اصولوں کے خلاف ہے ۔ جناب والا ! میں آپ کی خدمت میں عرض کرنا چاہتا ہوں

کہ جمہوری ممالک کے اندر یہ ایک عام چیز ہے کہ مرکز میں حکومت ایک پارٹی کی ہوتی ہے اور صوبے میں کسی دوسری پارٹی کی ہوتی ہے۔ قومی اسمبلی میں lower House میں اکثریت کسی اور کی ہوتی ہے اور Upper House میں کسی دوسرے کی ہوتی ہے امریکہ میں آپ کو معلوم ہے کہ بارہا یہ ہوا ہے کہ پریذیڈنٹ کسی دوسری پارٹی کا ہوتا ہے House of Representatives میں ایک پارٹی کو اکثریت حاصل ہے اور سینٹ میں دوسری پارٹی کو حاصل ہے اور یہ سب give and take کے ساتھ check and balance کے ذریعے سے کام کرتی ہے۔

جناب والا! اس کے اندر یہ بات بھی کہی گئی ہے کہ نیشنل اسمبلی تو بڑی مظلوم ہے جو بار بار dissolve ہوجاتی ہے اور سینٹ بہتر ہے کہ وہ dissolve نہیں ہوتی۔ جناب والا! یہ بنیادی اصول ہے پارلیمنٹری جمہوریت کا کہ پرائم منسٹر اپنے discretion میں جس وقت چاہے اسمبلی کو dissolve کرے اور نئے الیکشن کا مطالبہ کرسکتا ہے آپ کو معلوم ہے کہ انگلستان میں ابھی یہ جو master treaty ہو رہی تھی تو اس کے سلسلے میں جب جان میجر کے لئے کوئی اور راستہ نہیں رہا کہ اپنی پارٹی کی تائید حاصل کرے تو اس نے threat کیا کہ یا اسے پاس کرو ورنہ میں الیکشن کروا دیتاہوں۔ تو بحث یہ ہے کہ وزیر اعظم جو ہے اس کو آپ نے ایک ایسا اختیار دے دیا ہے تو نتیجے کے طور پر وہ جب چاہے اسمبلی کو dissolve کر دے۔ جناب والا! یہ جمہوری روایات کا اورجمہوری process کا حصہ ہے۔ اسمبلی کا بار بارمنتخب ہونا اور سینٹ کی continuity دراصل یہ نظام کی continuity کے لئے ضروری ہے اور دنیا کے بیشتر ممالک میں سینٹ کی مدت کی عمر اور ہوتی ہے اسمبلی کی اور ہوتی ہے سینٹ dissolve نہیں ہوتا۔ اسمبلی ہر جگہ dissolve ہوتی ہے کچھ مقام پر سینٹ بھی change ہو جاتا ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: I am sorry ابھی delegation واپس آیا آسٹریلیاسے وہاں پر جو Lower House ہے House of Representative اس کی مدت تین سال ہے اور سینٹ کی مدت چھ سال ہے اور امریکہ میں جو House of Representatives لوئر ہاؤس ہے اس کی مدت دو سال ہے اور سینٹ کی چھ سال ہے۔

پروفیسر خورشید احمد: Lower House کی امریکہ میں چار سال ہے اور سینٹ کی چھ ہے لیکن-----

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: ہر دو سال کے بعد الیکشن ہوتے ہیں لیکن فرق یہ ہے کہ ہاؤس

میں rotation بھی نہیں ہوتی ہر دو سال کے بعد الیکشن ہو جاتے ہیں ۔ یعنی rotation نہیں ہوتی سینٹ میں rotation ہوتی ہے غالباً وہاں پر ----

پروفیسر خورشید احمد: سینٹ میں ہر دو سال بعد rotation ہوتی ہے ۔بہرحال میں اس کی طرف بھی آتا ہوں۔ میں یہ بات کہنا چاہتا ہوں کہ در اصل سیاسی نظام کی continuity کے لئے ضروری ہے کہ سینٹ جو ادارہ ہے خود dissolve نہ ہو تاکہ اسمبلی جب نہ ہو جب بھی سینٹ جو ہے وہ جمہوری فورم کے طور پر موجود رہے اور آپ کے علم میں ہے جناب والا ! کہ ہمارے ملک میں پچھلے آٹھ سال میں جب تین مواقع پر اسمبلی نہیں تھی تو سینٹ نے جمہوری فورم کی حیثیت سے گراں قدر خدمات انجام دی ہیں سیاسی ایشو اٹھائے، سوالات کے ذریعے سے، پرویلج موشن کے ذریعے سے ، ایڈجرنمنٹ موشن کے ذریعے سے اور آرڈیننسز کے بارے میں جیسا کہ ابھی آپ نے کہا سینٹ کو یہ فخر ہے کہ اس نے آرڈیننس کے بارے میں ایک دفعہ سومرو صاحب کے کہنے کے اوپر یہ initiate کیا کہ آرڈیننس کو ماننے سے انکار کر دیا جائے اور آرٹیکل 87 کے تحت صرف سینٹ یہ refuse کرکے، revoke کرکے ایک آرڈیننس ختم کر دے اس طرح continuity جمہوری عمل کی اس وقت ہو سکتی ہے جب کہ سینٹ کا پیریڈ دوسرا ہو اور اسمبلی کا دوسرا ہو تو اس بنا پر جناب والا! جتنے بھی اعتراضات اس کے اندر کئے گئے جو زبان ہے libellous slimy وہ اپنی جگہ ہے لیکن جو حقائق ہیں ان سب کے بارے میں معلوم ہوتا ہے کہ Editorial کے رائٹر کو کچھ معلوم نہیں کہ دنیا کے اندر کیا ہو رہا ہے ۔ جمہوریت کے اصول کیا ہیں فیڈریشن کے اصول کیا ہیں ۔ اور کس طرح سے یہ سارے معاملات طے پاتے ہیں ۔ جناب والا! میں مختلف ذرائع سے آپ کو یہ بھی بتا دوں آپ نے بھی اس بات کو کہا اور میں نے بھی اس سلسلے میں کچھ تھوڑی بہت معلومات رکھی ہیں کہ ارجنٹینا میں سینٹ کی مدت 9 سال ہے اور پچھلے 1/3 ہر تیسرے سال pre-elect ہوتے ہیں ، 46 ہیں اور یہ indirectly elected ہیں جس طرح کہ پاکستان میں ہیں ، آسٹریلیا میں چھ سال سینٹ کی مدت ہوتی ہے جس میں سے ہاف ریٹائر ہوتے ہیں ہر تین سال کے بعد آسٹریا میں 63 ممبرز ہیں اس کی پانچ سے چھ سال مدت اور یہ بیک وقت ممبر اور alternate member ہوتے ہیں proportional legislation کی بنیاد پر ۔ اور سٹیٹ یا پرووِنشل اسمبلی سے منتخب ہو کر آتے ہیں۔ بلجیئم ، یہاں سینٹ کی مدت چار سال ہے 182 افراد میں سے 106 directly منتخب ہیں پچاس indirectly ہیں ۔ اور پچاس کو go up کرتا ہے سینٹ proportional legislation کی بنیاد پر ۔ برازیل ، یہاں پر آٹھ سال مدت ہے سینٹ کی اور ہر چار سال کے بعد پہلے چار سال میں 1/3 اور دوسرے چوتھے سال پر

2/3 کینیڈا میں 104 افراد ہیں اور یہ سب کے سب appointed ہیں گورنمنٹ آف کینیڈا کے on the advice of the Prime Minister۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: پروفیسر صاحب یہاں پر اذان کا بندوبست نہیں ہے میرا خیال ہے مغرب کا وقت ہو گیا ہے۔ تو میرا خیال ہے پندرہ منٹ کے لئے بریک کر دیں۔

پروفیسر خورشید احمد: جی ہاں! بیس منٹ کے لئے بریک کرتے ہیں۔

Mr. Presiding Officer: We adjour the House for twenty minutes.

(The House was then adjourned for twenty minutes for Maghrib prayers)

(نماز مغرب کے بعد اجلاس دوبارہ زیر صدارت جناب ملک فرید اللہ خان شروع ہوا)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر۔ پروفیسر صاحب مجھے یہ بتایا گیا ہے کہ یہ موشن تو oppose نہیں کیا گیا۔ اس کو ذرا مختصر کرلیں۔

پروفیسر خورشید احمد: privilege motion کو oppose کرنا ضروری نہیں ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر۔ یہ صحیح ہے لیکن پھر بھی۔۔

پروفیسر خورشید احمد: privilege motion در اصل Fundamental rights of the House کو deal کرتا ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر۔ وہ صحیح ہے۔

پروفیسر خورشید احمد: البتہ adjourment motion کے لئے ضروری ہے کہ وہ oppose کریں یا نہ کریں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر۔ جب oppose نہ کیا جائے تو مطلب یہ ہے کہ ہاؤس کا consensus یہ ہے کہ --- ہاں آپ کی بات *prima facie* درست ثابت ہوئی تو بہرحال آپ ذرا اس کو مختصراً کریں اور wind up کر دیں۔

پروفیسر خورشید احمد: جی میں مختصر کر دوں گا لیکن میں چاہتا ہوں کہ یہ مسئلہ چونکہ بار بار اٹھایا

گیا ہے آپ کو معلوم ہے جناب چیئرمین اس پہ فی الحقیقت کچھ education کی بھی ضرورت ہے تاکہ لوگوں کے سامنے تمام حقائق رہیں اور اس لئے میں آپ سے اجازت چاہوں گا کہ میں یہ حقائق آپ کے سامنے رکھوں اور آپ کے توسط سے پوری قوم کے سامنے اور خاص طور پر "مسلم" والوں کو یہ دعوت دیتا ہوں کہ وہ ان تمام حقائق کے اوپر غور کریں اور یہ دیکھیں کہ انہوں نے کتنی غیر ذمہ داری کا ثبوت دیا ہے۔ ایسی باتیں کہہ کرکے یعنی فی الحقیقت اس بات کا کوئی تعلق نہ تھا اور نتیجہ یہ نکلا کہ پورے پارلیمانی نظام کا image خراب کیا ہے تو جناب والا! میں یہ بات عرض کر رہا تھا کہ چیکوسلواکیہ میں ایک سو پچاس افراد ہیں۔ جس کی پانچ سال کی term ہے جس میں 50% directly elected اور 50% indirectly eleted ہیں اور فرانس میں جہاں تین سو سترہ افراد ہیں 9 سال کی term ہے یعنی 'say' 1/3rd every third year جس میں دو سو چھیانوے وہ ہیں جو indirectly elect ہوتے ہیں through legislative or metropolitan Council ۔ جرمنی میں 45 کا ہاؤس ہے اور یہاں بھی صورت حال یہ ہے کہ fortyone appointed by the state government and four by the government of Germany ۔ ہندوستان جہاں دو سو چوالیس کا ہاؤس ہے اور ان کے 232 جو ہیں یہ indirectly elect ہوتے ہیں اور بارہ کو صدر nominate کرتا ہے۔ پاکستان میں کوئی nomination نہیں ہے لیکن انڈیا میں nomination ہے۔ ائرلینڈ میں sixty کا ہاؤس ہے جس میں سے forty nine directly elected ہیں اور باقی indirectly elected ہیں۔ اٹلی میں سینٹ کی پانچ سال کی term ہے اور 321 افراد ہیں جس میں سے 317 direct elect ہوتے ہیں۔ جاپان میں چھ سال کی term ہے 192 directly elect ہوتے ہیں اور سو proportionate consensus سے indirectly elect ہوتے ہیں۔ ملائشیا میں 69 کا ہاؤس ہے جس میں سے twenty three indirectly elected ہیں اور forty six nominated ہیں۔ میکسیکو میں direct elections ہیں۔ Netherland میں چار سال کی ٹرم ہے 75 افراد ہیں اور indirect elections ہیں۔ سپین میں چار سال کی ٹرم ہے 208 directly elect ہوتے ہیں اور 48 indirectly elect ہوتے ہیں۔ سوئٹزلینڈ میں direct elections ہیں۔ U.K میں life peers یا political peers میں USA کا ذکر باربار کیا جا رہا ہے USA کے بارے میں یہ بات عرض کرنا چاہتا ہوں کہ بلا شبہ وہاں پر اس وقت Senate directly elected ہے لیکن 1913 تک سینٹ وہاں بھی indirectly elect ہوتا تھا State Assembly ان کو elect کرتی تھی۔ سینٹ سے تعاون اس وقت بھی موجود تھا۔ اس کے بعد جناب والا! چونکہ financial powers کے بارے میں بار بار یہ بات کہی گئی ہے اس لئے میں چاہتا ہوں کہ یہ بھی آپ کے سامنے رکھ دوں کہ دنیا میں جن 28 ممالک میں اس وقت Bicameral Parlaiments ہیں ان 28 میں

سے چودہ ایسے ہیں جن میں financial معاملات کے اندر سینٹ اور Lower House میں کوئی فرق نہیں ۔ان چودہ میں سے صرف تین directly elected ہیں اور گیارہ indirectly elected ہیں لیکن ان میں indirectly elected سینٹ کو Finance Bill کو approve کرنے amend کرنے کا پورا اختیار حاصل ہے۔ باقی چودہ کے اندر پوزیشن مختلف ہے۔ صرف پاکستان واحد ملک ہے جہاں سینٹ کو یہ اختیار بھی نہیں کہ وہ Finance Bill پر غور کرے' اپنی رائے دے سکے۔ باقی تمام ممالک کے اندر بلاشبہ سینٹ کے اختیارات محدود ہیں۔ مالی معاملات میں لیکن انہیں محدود کیا گیا ہے۔ دو پہلوؤں سے' ایک یہ کہ وہ Veto نہیں کر سکتے ہیں' disapprove نہیں کر سکتے ہیں۔ Discuss کر سکتے ہیں' recommend کر سکتے ہیں۔ دوسرا یہ ہے کہ وہ delay کر سکتے ہیں لیکن وہ unduly delay نہیں کر سکتے۔ تو کچھ ممالک میں پندرہ دن کچھ میں ایک مہینہ' یہ وقت ہے کہ اتنے وقت کے اندر اندر Upper House کو اپنی رائے بھیجنا ہو گی اور آخری فیصلہ پھر Lower House ہی کرتا ہے لیکن پاکستان واحد ملک ہے جہاں پر اس کو exclude کیا گیا ہے۔

تو جناب والا! میں بتانا چاہتا ہوں کہ اگر یہ پورے حقائق آپ اپنے سامنے رکھیں تو اس سے یہ بات ثابت ہو جاتی ہے کہ دنیا کے بیشتر ممالک میں جہاں دو Houses ہیں وہاں آج بھی سینٹ indirectly elected ہے یا سینٹ کا بڑا حصہ indirectly elected ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ ان تمام ممالک میں سینٹ کو اختیارات حاصل ہیں legislation initiate کرنے کے لئے اور disapprove کرنے کے لئے یہی وجہ ہے کہ اس کے بعد پھر mechanism تلاش کیا جاتا ہے کہ جب دونوں میں اختلاف ہو تو اسے resolve کیا جائے۔ کہیں اس کے لئے Joint Sessions کا راستہ ہے جو ہمارے ہاں ہے کہیں اس کے لئے Joint Committees ہیں' کہیں اس کے لئے یہ راستہ ہے کہ ایک House دوسرے House کو بھیجتا ہے وہ پھر واپس بھیجتا ہے اور اس طرح inter action سے consensus پیدا کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ ان میں سے ہر چیز جمہوری روایات' جمہوری تجربات اور ایک فیڈرل نظام کی حقیقی ضرورت ہے ۔ میں یہاں یہ بات emphasise کرنا چاہتا ہوں کہ اگر قومی اسمبلی کو یہ امتیاز حاصل ہے کہ اس کے ارکان directly منتخب ہوتے ہیں تو سینٹ کو یہ اعزاز حاصل ہے اور یہ امتیاز حاصل ہے کہ اس میں Federating Units کی مساوی نمائندگی ہے اور فیڈریشن کے حقوق' فیڈریشن کے تقاضے اس میں پورے ہو سکتے ہیں۔ جب سینٹ اور قومی اسمبلی ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کرتے ہوئے ایک دوسرے کی مدد کرتے ہوئے ایک دوسرے کا احترام کرتے ہوئے چلیں گے تو بہتر صورت حال ہوگی۔ سینٹ کے لئے یہ

جوتے تو دیکھ نہیں سکتے لہذا معزز اراکین کو چاہیئے کہ وہ اپنے اپنے جوتوں کو دیکھ کر اس کا تدارک کریں اور کم از کم وزیر قانون بھی دیکھیں کہ ان کے جوتے کالے تو نہیں ہیں کیوں کہ وہ اکثر اپنے کام میں مگن ہوتے ہیں سب چیزیں بھول جاتے ہیں۔

جناب چیئرمین۔ بہرحال یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا' جی جناب محمد علی خان صاحب۔

جناب محمد علی خان: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

Mr. Chairman, sir, in its editorial dated the 13th November 1993, the daily Muslim came out not only with certain derogatory remarks against the Senators but that editorial was rather slanderous in its nature. Unfortuanately, it was published on the day of the election of the President and the name of the Chairman Senate was mentioned in a very certain manner in order to defame him as he was one of the contestants. One could easily read between the lines of that editorial that the Senators are extremely power hungry and despite the fact that most of them cannot be even elected to a Union Council. Sir, let me inform the person concerned that most of these members here in the Senate have been members of the Provincial Assemblies, and members of the National Assembly. Some have been Governors, Speakers and Ministers in the Provinces and some were Ministers in the Federal Cabinet. Even during the last elections two Members of this Senate were elected to the National Assembly from the Punjab, two were elected from Sindh and one was elected from the NWFP and one Senator from this august House is today the Chief Minister of his own Province even these days. Sir, after all, what is the fault of one of our Senators if he moved a private bill seeking a role for the Senate so that when powers are available to the President under Section 58(2b) for dissolving the National Assembly, it should be done with the approval of the Senate. It also raised strong objections to our earlier resolution, we had passed

in 1991 for the right of vote in passing the Money Bill and it considered that step of ours as over-stepping the prerogative of directly elected Members of the National Assembly. Sir, if you remember during the debate at that time most of the Senators suggested that they have no objection whatsoever if elections to the Senate are held directly because they are not afraid of elections at all. It even attacked us for having passed the Shariat Act as if we have done something very very wrong and I am sorry to say it openly asserted that this Bill was passed with the help or assistance of the Chairman of the Senate. Sir, what an assertion, the Chairman does not even cast his vote when the matter is put to vote in the House. Sir, later on, he states in that very editorial that the Senate is antidemocratic in character, negative in its approach and soaring in ambition. Sir, this is not the first time that such a thing has happened. Unfortunately, during the previous regime of the PPP a very scientific and a systematic campaign of vilification was started against the Senate and not contented with public meetings, with the processions against the Senate and the Senators, a number of articles and letters used to appear in various newspapers of the country and when that did not work then High Courts were moved against the Senate, three High Courts were moved in order to destablise the Senate at that time. Sir, knowing fully well that Muslim has leanings towards a specific political party one can easily put two and two together to make it four. One does not have to go far. The cat has come out of the bag in the third paragraph where it openly states that one fourth of the members of this House are nominated and sir, the last three sentences read as under and with your permission I would read:-

"Since 1988 the Senate has been soaring high, people who soar too high only expose their bottom. Keep your feet planted on the ground Senators".

Sir, Senators will not stand such nonsense. If we could defend ourselves against the earlier onslaught we can definitely defend ourselves even now. We are not at all afraid of such slanderous propaganda, may it be from any quarter whatsoever. Sir, after lodging a protest here in the Senate a letter in that very paper appeared defending the action of that person who wrote that article and with your permission, I would read a few extracts from that letter which is captioned Senators don't soar too high. And during that sir, she says, there is a woman by the name of Qaisera Fatima from Islamabad, to my mind it is in no way offensive to the Senators and if anybody happens to be hyper sensitive about this will be indicative of a guilty conscious projected in the form of misplaced protest. Further to say the Muslim was discharging basic functions of correct liberty to give honest comments on prevailing political situation. It is high time that our politition realize and apprise correctly their image in the minds of the public and make sincere efforts to clear their tarnished image. Sir, I personally feel that this is a clear breach of privilege of the Senate and all my brothers, I suggest, here and you would approve that this would be sent to the Privilege Committee so that the culprits may be taken to task. I thank you sir.

جناب چیئرمین، جناب منظور احمد گچکی صاحب۔

جناب منظور احمد گچکی، شکریہ جناب۔ جناب والا! پروفیسر محمد خورشید صاحب نے تفصیل کے ساتھ اس سلسلے میں House کے سامنے اپنے نقطہ نظر کو رکھا۔ سب سمجھتا ہوں کے اس کے بعد کوئی گنجائش نہیں ہے کہ مزید تفصیل سے کوئی بات کی جائے۔ لیکن جناب والا میں تھوڑا سا یہ عرض کروں گا کہ Senate کے بارے میں ہمیشہ سے اور یہ تین سال کم از کم مجھے ہو گئے اور اس سے پہلے جب میں National Assembly میں تھا تو بھی Senate کے بارے میں ایک opinion build up ہو چکا تھا کہ یہ مقننہ کا سب سے ذمہ دار ترین فورم سمجھا جاتا رہا ہے۔ جناب والا! مجھے اس بات پر بھی فخر ہے کہ سینٹ کے ممبر کی

حیثیت سے اور ایک political worker کی حیثیت سے ہم عدلیہ مقننہ انتظامیہ اور صحافت کی بارے میں بڑے شد و مد سے یہ کہتے رہے ہیں کہ ان کی آزادی اور ان کو بہتر بنانے کا اہتمام ضروری ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ اگر یہ چاروں چیزیں یہ چاروں ادارے اگر مضبوط نہیں ہوں گے تو اس ملک کی گاڑی آگے نہیں چل سکے گی۔ جناب چیئرمین مجھے نہ صرف افسوس ہوا بلکہ اپنے صحافت کے standard سے شرم آنے لگی۔ جناب چیئرمین یہ دو editorial ہیں میرے پاس یکم نومبر 1993 کو Frontier Post نے editorial لکھا ہے جناب والا میں حیران ہوں اس صحافی پر یا اسی صحافت پر جو ان اداروں کو کہ جو ہمیشہ صحافت کی آزادی کے لیے لڑتے رہے۔ ان کے بارے میں یہ کہیں کہ یہ debating society ہے تو پھر اللہ ہی ایسی صحافت کا حافظ ہے۔ جناب چیئرمین Frontier Post میں۔ ایک اور جگہ پر اسی editorial میں معزز صحافی لکھتے ہیں The present Senate remains anti- democratic in character despite three general elections یعنی مجھے حیرانی ہے کہ کس بنیاد پر اسے anti democratic ادارہ کہتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ ان دونوں صحافیوں نے نہ صرف سینٹ کی بے حرمتی کی ہے بلکہ اس نے اپنے تئیں صحافت کی بھی بے حرمتی اور ہتک کی ہے۔ میں نہیں جانتا کہ انہیں یہ شوق کیسے پیدا ہوگیا کہ ایک ایسے ادارے کو کہ جس کی عزت نہ صرف ملک میں کی جاتی ہے بلکہ بین الاقوامی طور پر بھی پاکستان کے Senate کا احترام کیا جاتا ہے۔ میں اس صحافی کی لاعلمی پر اسے کیا کہوں مجھے سمجھ نہیں آتا۔

جناب والا! یہ بات کہنا کہ یہ indirect elect ہوئے اس کے بارے میں جناب والا! پروفیسر صاحب نے تفصیل کے ساتھ وضاحت کی۔ جیسا کہ میرے بھی علم میں ہے کہ جہاں پر Federal Parliamani System ہو وہاں دو Houses ہوتے ہیں اور mostly ان کا عرصہ ۶ سال کا ہوتا ہے ان میں سے ایک کا جو نو سال ہے باقی کے چھ چھ سال ہوتے ہیں اور وہ سارے indirectly elect ہوتے ہیں۔ میں ان سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ آیا صدر مملکت کا انتخاب indirect نہیں ہوتا تو کیا ان کے بارے میں بھی ان کا خیال یہی ہے۔ جن جن لوگوں نے یہ editorials لکھے ہیں میں ان سے صرف یہ درخواست کروں گا، چونکہ صدر کے انتخابات بھی پاکستان میں indirect ہوتے ہیں اور انہیں چھ Houses کے اراکین منتخب کرتے ہیں۔ وہ Direct election تو نہیں ہوتا تو کیا ان کے بارے میں بھی ان کی رائے یہی ہے۔

جناب والا! اگر یہ ۱۹۷۳ء کے آئین کے بارے میں لاعلم ہیں تو بندہ کیا کرسکتا ہے، بڑا کہتے ہیں کہ جی آپ کو تو ایک پورے amendment bill کی بات کرنی چاہیئے تھی اور یوں کرنا چاہیئے تھا میں نے تو کیا ہے اس نے پڑھ لیا ہوگا۔ لیکن میں ان سے کیا پوچھ سکتا ہوں کہ اگر انہوں نے آئین کو پڑھا ہو تو Senate

ضروری ہے کہ وہ قومی اسمبلی کی رائے کا احترام کرے لیکن قومی اسمبلی کے لئے بھی اتنا ہی ضروری ہے کہ وہ سینٹ کی رائے کا احترام کرے اور یہی چیز جمہوریت کی روح ہے۔ یہ مخالفت نہیں ہے۔ ان کے درمیان کوئی دشمنی نہیں ہے، ایک دوسرے کو نیچا دکھانے کا کوئی معاملہ نہیں ہے بلکہ قوم کے مفاد میں اور فیڈریشن کے تقاضوں کو پورا کرنے کے لئے ہر ایک کے اپنے اپنے کچھ امتیازات ہیں اور امتیازات کی بناء پر وہ contribute کرتے ہیں۔ صحیح فیصلے ہونے میں صحیح قانون سازی میں اور صحیح نمائندگی کا حق ادا کرنے کے معاملے میں۔۔۔ یہ ہیں وہ وجوہ جس کی بناء پر جناب والا سینٹ کا یہ structure ہے اور یہ وہ سبب ہے جس کی بناء پر سینٹ کے بارے میں اس قسم کی غیر ذمہ دارانہ باتیں کہی گئی ہیں۔ اب جناب والا! میں آپ کے سامنے یہ بات رکھنا چاہتا ہوں privilege کی، یعنی اب تک میں نے یہ ثابت کیا ہے نمبر ا۔ یہ کہ editorial میں جن چیزوں کو حقائق قرار دیا گیا ہے وہ حقائق نہیں ہیں نمبر ۲۔ سینٹ کی جو تصویر پیش کی گئی ہے اس تصویر میں دستور کے نظام اور سینٹ کی کارکردگی اور سینٹ کی تعریف کے مابین کوئی مطابقت نہیں ہے۔ تیسری چیز یہ کہ سینٹ کے لئے جو زبان استعمال کی گئی ہے وہ تحقیر آمیز ہے، وہ اس کو contempt میں لانے کی ہے disrepute میں لانے کی ہے۔ بلکہ اس کو نیچا دکھانے کی ہے۔ اس کی تذلیل کی گئی ہے۔ یہ تین چیزیں میں نے اب تک ثابت کی ہیں۔ اب میں آپ کو لے جانا چاہتا ہوں جناب والا کہ law of privilege کی طرف جیسا کہ "May's" میں یہ جملہ ہے کہ

"The sum of the fundamental rights of the House and its Members that are not privileges".

یہاں میں یہ بات بھی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ تمام authorities متفق ہیں اس بات کے اوپر کہ کچھ privileges ہیں ارکان کے as Members of the House لیکن کچھ privileges ہیں House کے as a House اور جس چیز کو House کی as House privilege جانا گیا ہے وہ یہ ہے کہ بلا شبہ ہم اس کے فیصلے پر تنقید بھی کر سکتے ہیں۔ آپ اس سے اختلاف بھی کر سکتے ہیں۔ لیکن آپ اس کی تذلیل نہیں کر سکتے، آپ اس کی integrity کو مشکوک نہیں بنا سکتے۔ آپ اس کی جو sense of responsibility ہے اس پر آپ حرف گیری نہیں کرسکتے اور اس کا جو آئینی مقام ہے سیاسی structure میں جو اس کی حیثیت ہے اس پر آپ decide نہیں کر سکتے۔ یہ وہ تمام چیزیں ہیں جو privilege of the House کے خلاف ہوئی ہیں۔ "May's" کی 20th Edition میرے پاس ہے page 1771 :.

"The distinctive mark of a privilege is its insulary character, they are

enjoyed by individual Members because the House cannot perform its functions without the use of the services of its members and a vindication of its own authority and dignity".

میں repeat کروں گا یہ الفاظ جناب والا کہ

"Vindication of its own authority and diginity"

اگر کوئی چیز اس کی authority اور اس کی dignity کو مجروح کرنے والی ہو تو یہ در اصل contempt کی تعریف میں آتی ہے اور یہ اس لئے آتی ہے جیسے کہ "May's" میں دوسری جگہ کہا ہے کہ۔

"The privileges of Parliament are rights which are absolutely necessary for the execution of its powers".

تو جناب والا! میں آپ کی توجہ اس طرف دلاؤں گا کہ یہاں میں سب سے پہلے شروع کرتا ہوں اس وقت "May's" ہی سے۔ "May's" نے اس مسئلہ کو لیا ہے کہ ایک طرف freedom of expression ہے press کی اور دوسری طرف Parliament کی dignity اور honour۔ Character of constructive contempt کے عنوان سے page 152:-

"In 1701, The House of Commons resolves that to print or publish any book are liable reflecting on the proceedings of the House is the high violation of the rights and privileges of the House in dignities offered on its character or proceedings or being constantly punished by both the lords and the Commons upon the principles that such acts tend to obstruct the Houses in the performance of their functions by diminishing the respect due to them".

اور اس کے بعد پھر "May's" نے ۳۵-۳۰ مثالیں دی ہیں جن میں مختلف issues پر جیسے اخبارات میں یا کتابوں میں اس قسم کی باتیں لکھی گئی ہیں جو derogatory تھیں ان کا نوٹس لیا گیا ان پر سزائیں دی گئیں۔ یہ ساری تفصیلات آپ کو وہاں پر ملیں گی۔

جناب والا! آگے چل کر کے "May's" میں آتا ہے۔

"The other acts besides words spoken or writings published reflecting upon either House or its proceedings which form they do not tend directly to

obstruct or impede either House in the performance of its functions yet to produce its results indirectly by bringing the House into odium, contempt or ridicule or by lowering its authroity may constitute contempt".

اور اس کے context میں مجھے یاد آتا ہے کہ ایک کارٹون بھی زیر بحث آیا ہے اور اس کارٹون پر بھی پارلیمنٹ نے گرفت کی ہے۔ آگے چل کر کہ یہ بھی واضح کیا گیا ہے کہ۔

"Absence of wrong shall intent the truth of derogatory word or ignorance of act does not exonerate".

تو معلوم ہوا کہ اگر ignorance کی بناء پر کیا گیا ہے یا intentions درست بھی ہوں جب بھی اگر ایسے الفاظ استعمال کئے گئے جو پارلیمنٹ کے derogatory ہیں تو وہ contempt کے ذیل میں آتے ہیں۔ اسی سلسلے میں جناب والا! میں ایک اور کتاب سے بھی آپ کو ریفر کر دوں جو حال ہی میں آئی ہے اور بڑی اچھی کتاب ہے Constitution پر جسٹس ہدایت اللہ نے جو یہاں کے سپریم کورٹ کے جج رہے ہیں ان کی ادارت نے حال ہی میں تین volume میں شائع کی ہے اس میں اس مسئلے کے اوپر بڑی تفصیل سے بحث کی گئی ہے اور اس میں بھی یہی بات کہی گئی ہے کہ۔

"Contempts generally are offences against the authority or dignity of the House or its Members as such defined by the law. Offence against the authority or degnity of the House cannot be incinerated or to the powers to punish for contempt even though there is no precedent of the occurrence."

اس کے علاوہ Law of Parliamentary Privileges in India میں رام چندرن نے بھی اس کے اوپر گفتگو کی ہے یہ تمام citations جو ہیں یہ اس بات کو ثابت کرنے کے لئے کافی ہیں کہ اگر کسی بھی intention سے پارلیمنٹ کے کسی ہاؤس کے بارے میں derogatory الفاظ استعمال کئے جائیں اس کی حیثیت کو گرایا جائے، اس کی authority کو challenge کیا جائے اس کی dignity پر حرف گیری ہو تو یہ واضح طور پر violation of the privileges of the House ہے تو جناب والا! میں نے دنیا کے پارلیمانی تفاسیر سے حقائق آپ کے سامنے پیش کر دیئے ہیں یہ ثابت کر دیا ہے کہ اس editorial میں واضح طور پر bad intent کے ساتھ اور وہ زبان استعمال کرتے ہوئے جو تہذیب کے ہر معیار سے گری ہوئی ہے سینٹ کو ridicule کرنے کی کوشش کی گئی ہے اور اس پر گرفت ضروری ہے۔ میں پھر یہ بات عرض

کروں گا کہ یہ truthful journalism کے خلاف ہے۔ ورنہ پریس اپنے حدود میں رہ کر کے آزادی صحافت کے اختیارات کو استعمال کرتے ہوئے جو گرفت کرے ہم نے ہمیشہ اس کو welcome کیا ہے اور آئندہ بھی welcome کریں گے۔ لیکن آزادی صحافت کے نام پر گالیوں کی آزادی، تحقیر کی آزادی، تذلیل کی آزادی عزت سے کھیلنے کی آزادی نہیں دی جا سکتی اور یہی وہ چیز ہے جس پر ہم brief کرنا چاہتے ہیں اس بنا پر میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک ایسا case ہے جس کا اس ایوان کو لازماً نوٹس لینا چاہیئے ۔ میرے علم میں یہ بات بھی آئی ہے کہ چند دن پہلے غالباً Frontier Post کے بھی کسی Editorial میں اسی قسم کے اعتراضات کئے گئے ہیں لیکن وہ چونکہ میں نے دیکھے نہیں تھے اس لئے میں نے اس کو شامل نہیں کیا لیکن جیسا کہ گیلی صاحب فرما رہے ہیں میں سمجھتا ہوں کہ اس کو بھی شامل کیا جائے اس اخبار کے نمائندے کو بھی بلایا جائے ان سے explanation لیا جائے اور اس کے بعد پھر اس سلسلے میں کمیٹی مناسب کارروائی کرے ان الفاظ کے ساتھ میں اس قرار داد کو ایوان کے سامنے پیش کرتا ہوں۔

جناب چیئرمین۔ شکریہ، میں آپ کی بات کو بڑھاتے ہوئے یہ کہوں گا آپ نے ذکر کیا تھا کہ سینٹ میں نشستوں کا اضافہ ہوا ہے تو 1973 کے original آئین میں سینٹ کی 63 نشستیں تھیں ان کو بڑھا کر 87 کیا گیا ہے ۔ ہر صوبے سے پانچ Technocrats کی سیٹیں لی گئیں اس سے 20 کا اضافہ ہوا ہے ۔ فاٹا کی سیٹیں پانچ سے بڑھا کر آٹھ کی گئی تھیں اور Federal Capital سے دو سے تین کی گئی تھیں اور ساتھ ہی قومی اسمبلی کی سیٹیں دو سو original سیٹیں تھیں، دو سو کو دو سو سات کیا گیا۔ اقلیتوں کی قومی اسمبلی میں کوئی سیٹ نہیں تھی وہ قومی اسمبلی میں دس سیٹیں بڑھائی گئیں۔ آٹھویں ترمیم کی تحت اور یہ جو عورتوں کی سیٹیں تھیں یہ دس سے بڑھا کر بیس کی گئیں تو 27 کا اضافہ قومی اسمبلی میں آٹھویں ترمیم کے تحت ہوا اور 24 کا اضافہ سینٹ میں ہوا یہ وضاحت ضروری تھی تاکہ لوگوں کو پتہ چلے یہ نہیں کہ سینٹ میں بڑھ گئی اور قومی اسمبلی کی وہی کی وہی رہی ہیں، قومی اسمبلی کی 27 بڑھی ہیں اس کے برعکس سینٹ کی 24 بڑھی ہیں۔

جناب بوستان علی ہوتی، پوائنٹ آف آرڈر، جناب والا! ابھی نصیر اللہ بابر مغرب کی نماز پڑھنے گئے تھے تو انہوں نے کالے رنگ کے جوتے پہنے ہوئے تھے تو ہمارے ایک معزز رکن دوسرا کالا جوتا پہن کر گئے اور ان کا ایک چھوڑ کر گئے مختلف جوتے ہیں design دوسرا ہے، رنگ کالا ہے تو نصیر اللہ بابر مستقل اپنے جوتوں کو دیکھ کر ہنس رہے ہیں تو لہذا ان کا کوئی نہ کوئی جوتا پہن گیا ہے کیوں کہ ہر ایک کے

combination کی ان کی نظروں کے سامنے سے نہیں گزری۔ یہ ۷۳ء کے آئین میں ہی دو ایوانی مقننہ ہے ، اس میں یہ الگ بات ہے کہ اس کا اضافہ کیا گیا اور ظاہر ہے کہ کچھ ممبروں کو اس سے اختلاف بھی ہو سکتا ہے لیکن اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ آپ مکمل طور پر سینٹ کے بارے میں اس قدر ہتک آمیز رویہ اختیار کریں اور لوگوں کو باور کرانے کی کوشش کریں کہ سینٹ کو جو اختیارات دیئے جا رہے ہیں وہ logical نہیں ہیں۔

جناب والا! یہ federation ہے اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ پاکستان میں سینٹ واحد ادارہ ہے کہ جہاں پر تھوڑے اختلاف کے ساتھ provinces کی equal representation ہے اور میں سمجھتا ہوں چھوٹے صوبے کہ جن کی representation نیشنل اسمبلی میں برابر نہیں ہے یہ ایک واحد ادارہ ہے کہ جس کے ذریعے وہ اپنے rights کی بات کر سکتے ہیں اور اگر اسے اختیارات دیئے جائیں تو پاکستان کے مستقبل کے لئے اس سے بہتر چیز کوئی اور نہیں ہوسکتی ۔ جناب والا! اگر عدلیہ کے بارے میں کوئی اس قسم کی ہتک آمیز چیز چھاپی جائے تو contempt of court میں آتا ہے ۔ اور اس حوالے سے چھ مہینہ ' سال تک کی قید بھی ہوسکتی ہے ۔ لیکن جناب والا ! آپ مجھ سے بہتر جانتے ہیں اور اس ہاؤس میں بہت سے معزز ممبران قانون کے بارے میں مجھ سے بہتر سمجھتے ہیں کہ اس پر کیا سزا ہوسکتی ہے ۔ جبکہ یہ ادارہ قانون بناتا ہے ۔ اور عدلیہ اس کو interpret کرتی ہے ۔ اب اس کو privileges committee کے پاس بھیجا جائے تاکہ وہ کوئی راستہ اس کا نکالے ۔ اور آج کل ظاہر ہے اس کی ہمیں ضرورت ہے ۔ اس لئے کہ اگر اس طریقے سے سینٹ کو بدنام کرنے کی کوشش کی گئی یا اس کی ہتک کی گئی تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ آج اس ہاؤس کے بارے میں یہ ہوگا تو کل کسی اور ہاؤس کے بارے میں ہوگا اور پرسوں نہ جانے کس کس بارے میں ہوگا ۔ تو جناب والا ! میں سمجھتا ہوں کہ ایک ممبر کی حیثیت سے میں آپ کی رائے کی بھی توقع رکھتا ہوں کہ بحیثیت ایک اچھے وکیل کے ایک اچھے قانون دان کے آپ بھی اگر یہاں اپنی رائے نہیں دے سکتے تو کم از کم ممبروں کے سامنے آپ اپنی رائے رکھ سکتے ہیں ۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ زیادہ مناسب رہے گا کیونکہ اتنا نازک مسئلہ ہے کہ اگر اس کے بارے میں ہم نے کوئی غلط ' خدانخواستہ فیصلہ کرلیا تو ممکن ہے اس کے غلط نتائج برآمد ہوں تو جناب والا! میری گزارش ہے کہ اس کو privilege committee کو refer کیا جائے ۔ Thank you very much.

جناب چیئرمین۔جناب اعجاز علی خان جتوئی صاحب 'جی جناب مندوخیل صاحب ۔

جناب صوبیدار خان مندوخیل ۔ میں اپنی ایک self explanation پر ہوں ۔ میں کوئٹہ اور لاہور گیا ہوا تھا جب آج شام کو میں پہنچا اور میں نے چولہا جلایا تو گیس کنکشن کٹا ہوا تھا ۔ یہ بات مجھے سمجھ

نہیں آتی کہ میری absence میں ' ہماری اتنی بھی عزت نہیں ہے کہ ہمیں اگر نوٹس دیں یا کوئی ایسی چیز ہو تو پھر اس پہ بات کرلی جائے ویسے بغیر نوٹس دیئے ہوئے ----

جناب چیئرمین۔ اب مصیبت یہ ہے کہ گیس کا کوئی آج وزیر نہیں ہے ' پھر اب کیا کیا جائے۔

جناب صوبیدار خان مندوخیل ۔ نہیں جناب وہاں پہ وزیر اقبال حیدر صاحب ----

جناب چیئرمین۔ اقبال حیدر صاحب بھی یہاں موجود نہیں ہیں ۔

جناب صوبیدار خان مندوخیل ۔ ہم اپنی ہتک سمجھتے ہیں ' یہ تو یہاں حملے شروع ہو جائیں گے ۔ کل بجلی کٹ جائے گی آج گیس کٹی ہے ۔ اور یہاں وزیر نہیں ہے تو کیا کیاجائے۔

جناب چیئرمین، ملک قاسم صاحب آج وزیر پیٹرولیم کوئی نہیں ہیں کیاکیا جائے۔ یہ تو بڑا اہم مسئلہ ہے سردی کے دن ہیں۔ گیس ان کی کٹ گئی یہ بڑا مسئلہ ہے۔

ملک محمد قاسم، مجھے تو اصل میں بات پوری سمجھ نہیں آئی میں اپنے دوستوں سے پوچھ رہا تھا کہ مندوخیل صاحب کیا کہہ رہے ہیں۔

جناب چیئرمین، جی' ان کا اعتراض یہ تھا کہ وہ باہر گئے ہوئے تھے واپس آئے ہیں تو ان کی گیس کاٹ دی گئی ہے۔ سردی کے دن ہیں' بہت سردی ہے اور وہ کیسے کام کریں گے جب گیس نہیں ہو گی۔

ملک محمد قاسم، کوئٹہ میں کاٹ دی گئی ہے یا یہاں کاٹ دی گئی ہے۔

جناب چیئرمین، نہیں اسلام آباد میں۔

Malik Muhammad Qasim: O.K. tomorrow, I will see to it that.

(مداخلت)

ملک محمد قاسم، رات میں کوشش کروں گا جناب میں وعدہ جھوٹا تو کرنہیں سکتا۔

جناب چیئرمین، ٹھیک ہے جی تو یہ اس معاملے میں دیکھ کر آپ کو بتائیں گے۔ جی اعجاز علی خان جتوئی صاحب' غیر حاضر ہیں جی۔ جناب فضل آغا صاحب absent' ڈاکٹر بشارت الٰہی صاحب۔

ڈاکٹر بشارت الٰہی، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

Thank you very much, Mr. Chairman. After such an exhaustive discourse by Professor Khurshid Ahmed and my other colleagues I really do not have much to add what they have already said but Sir this editorial has not even spared you.

Mr. Chairman: And on the 13th November, 1993, that is very significant.

Dr. Bisharat Elahi: I have just said Mr. Chairman Sir, that the author of this editorial has not even spared the Chairman Senate, Mr. Wasim Sajjad as to how the Chairman Senate, Mr. Wasim Sajjad, allowed the Private Shariat Bill, to be passed by the Senate to embarrass the previous Benazir's Government. Even though the same Chairman serving as Law Minister in the erstwhile Junejo's Cabinet had opposed it. It does imply Sir, that you were the one instrumental in having this Bill passed in the Senate.

Mr. Chairman: As Chairman of the Senate I don't involve in the voting pattern in the House, I just regulate the proceedings and I am not much sure that may be on this particular date, I was not present in the House. Somebody else was chairing it and I had to go to Lahore to attend some important function there.
ابھی ریکارڈ نکلوا کے دیکھتے ہیں کہ یہ factually inaccuracies آ رہی ہیں اور یہ کیوں آ رہا ہے یہ ذرا دیکھیں گے ریکارڈ کہ یہ اس دن میں وہاں preside کر رہا تھا یا کوئی اور

Dr. Bisharat Elahi: The object, sir, is that perhaps this has been written by a person who probably does want to become a member of the Senate and he is trying to repose himself on to all the Members of the Senate without giving his facts straight and as has been rightly pointed by my colleague Professor Khurshid,

he has allocated blames for certain things which do not exist, for instance, when he says that it was designed by dictator General Zia to keep the elected Assemblies and Prime Minister under his thumb Professor Sahib has already very conclusively delibrated on this and he has informed the House that the concept of the Senate was there under the 1973 Constitution; however the number of the members in the Senate was increased under the 8th amendment and so was the case with the number of the National Assembly. But the one thing that pains me is the language that has been used in this editorial. The language that has been used in this editorial is downright malicious and I am sure that when it is handed over to the privileges Committee they will take notice of it and also take appropriate action. As I have already said that my other colleagues have already exhaustively debated the whole editorial, I would, therefore, not like to waste the time of the House but I would very strongly urge that this matter be taken up by the Privileges Committee and appropriate decision in this regard be taken. Thank you very much, Sir.

جناب چیئرمین، شکریہ جی۔ جی حافظ حسین احمد صاحب۔ جی آپ mover نہیں ہیں۔ اس Privilege Motion کے تحریک استحقاق کے صرف movers کو اجازت ہوتی ہے۔ جی فرمائیے۔

(مداخلت)

جناب یوسف شاہین، تھوڑا brief کرنا چاہ رہا ہوں کہ اس پر 46 سال سے ہمارا پریس اور ہماری judiciary ایک سخت عذاب میں رہی ہے۔ ہماری فوجی حکومتیں یہاں رہی ہیں بڑے عرصے تک اس کے بعد depression رہا ہے۔ یہ تو صرف تھوڑا عرصہ جناب محمد خان جونیجو کے زمانے میں پہلی دفعہ کچھ تبدیلی آئی ہے۔ میں خود ایک جرنلسٹ رہا ہوں' اخبار کا ایڈیٹر رہا ہوں اور ایڈیٹوریل لکھنے کے جرم میں مجھے ملٹری کورٹ میں پکڑا گیا تھا تو میں ان احساسات کو سمجھتا ہوں' میں پورے ہاؤس کے ساتھ ہوں۔ مگر اس کی جو sensitiveness ہے وہ میں بتانا چاہتا ہوں کہ ہمارے ملک میں judiciary اور پریس پے اس قدر harassment رہا ہے کہ صحیح چیزیں وہ نہیں لکھ سکتے' صحیح چیزیں وہ نہیں لا سکتے اور جب کبھی ان کو تھوڑا

بہت لکھنے کی آزادی دی جاتی ہے تو سب چیزیں burst ہوجاتی ہیں۔ تو ہم please کہتے ہیں جو کچھ بھی کیا جائے مگر پریس کی آزادی کو برقرار رکھا جائے۔ اس کو disturb نہیں کیا جائے اور اس طرح کا کوئی step نہیں لیا جائے کہ اس سے۔۔۔۔۔۔۔

جناب چیئرمین: اس پر کوئی اختلاف نہیں ہے جی۔ وہ تو سب پریس کی آزادی کے حق میں ہیں۔ جی جناب لالیکا صاحب۔

جناب عالم علی لالیکا: جناب والا! متحیر ہوں کہ مردوں گھٹنا پھوٹنے آنکھ۔ پریس والوں پہ مارشل لاء کے دور میں یا کسی اور دور میں یا کسی اور دور میں اگر کوئی پابندی رہی ہو تو ہمیں گالیاں دینے سے ان کا یہ ترلہ خارج ہوجاتا ہے ان کی حق تلفیوں کا ازالہ ہوجاتا ہے۔ گالیاں دینے سے کچھ چیز کیا ان کو واپس مل جاتی ہے یا ان کی زبان کا ذائقہ بدل جاتا ہے یا کڑواہٹ مٹھاس میں تبدیل ہوجاتی ہے گالی دینے سے۔

جناب چیئرمین: شکریہ جی، جی جناب حافظ حسین احمد صاحب۔

حافظ حسین احمد: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ میں عرض کرتا ہوں کہ پروفیسر خورشید صاحب اور دیگر رفقاء نے اس تحریک استحقاق پر بحث کی ہے۔

بہرحال ہم یہ سمجھتے ہیں کہ ایک عرصے سے ملک میں ایوان بالا کے خلاف ایک منظم انداز سے propaganda جاری ہے۔ سینٹ کے ارکان فرشتے نہیں لیکن سب ایسے نہیں جس طرح ہمارے ایڈیٹر صاحب نے فرمایا۔ سینٹ میرے خیال میں اس وقت مظلوم ترین ادارہ ہے۔ اور خاص طور پر سینٹ پارلیمنٹ کا اعلیٰ ترین ایوان بالا ہے۔

حکومت کسی کی بھی ہو۔ بقول لالیکا صاحب ترلہ سینٹ پہ گرتا ہے۔ پچھلے دور میں 1988ء کے بعد سینٹ کو متنازعہ قرار دینے کی کوشش کی گئی۔ اس کے بعد بھی سینٹ کی آئینی حیثیت اور اہمیت کو نظر انداز کیا جاتا رہا۔ اور نگران دور میں بھی سینٹ کی حق تلفی کی گئی اور آج بھی یہی طریقہ کار جاری ہے۔ جناب چیئرمین صاحب! ہمیں اخبارات کے مالک، محترم حضرات خصوصاً editorial لکھنے والوں کا احساس ہے۔ لیکن ہم یہ سمجھتے ہیں کہ اگر سینٹ کے ایک معزز رکن نے آئینی طور پہ رولز کے مطابق کوئی آئینی ترمیم سینٹ یا قومی اسمبلی میں پیش کی ہے۔ اگر سینٹ یا قومی اسمبلی بہتر سمجھے تو آئین میں دئیے گئے طریقہ کار کے مطابق اسے منظور یا مسترد کر سکتی ہے۔ ہم یہ سمجھتے ہیں۔ جناب چیئرمین صاحب! کہ آخر سینٹ کے اختیارات میں اضافے کی ضرورت کیوں محسوس کی گئی۔ قیام پاکستان کے وقت پاکستان پانچ صوبوں پر مشتمل تھا۔

بلوچستان، سرحد، پنجاب و سندھ اور مشرقی پاکستان۔

ہم سمجھتے ہیں کہ اگر اس سے پہلے سینٹ کا وجود ہوتا اور مختلف طریقوں سے اختیارات فرد واحد کے ہاتھ میں دینے کی کوشش نہیں کی جاتی۔ مارشل لاء کے ذریعے بلدیاتی اداروں کے حوالے سے، B.D. سسٹم کے ذریعے، ون یونٹ کے ذریعے اور مختلف طریقوں سے فرد واحد کے ہاتھ سے مجبور کیا گیا۔ جس کی وجہ سے مشرقی پاکستان الگ ہوا۔

جناب چیئرمین صاحب! یہ حقائق ہیں۔ ہم نے اتحاد کے طور پر اسلام کا نام لیا اور 25/20 سال تک نفاذ انتخاب کو نظر انداز کیا گیا۔ لیکن جب جمہوریت کے حوالے سے مشرقی پاکستان کے عوام نے اپنا الگ فیصلہ کیا۔ اس وقت ہم نے اس فیصلے کو تسلیم کیا۔ جناب چیئرمین صاحب! ہم یہ سمجھتے ہیں کہ اگر آبادی کے لحاظ سے قومی اسمبلی کے نشستوں کی طرف دیکھا جائے تو یقیناً صوبہ بلوچستان کے حصے میں صرف 11 نشستیں ہیں اور اپنے حقوق کے لئے بقیہ چاروں صوبے سینٹ کی جانب دیکھتے ہیں اور ہمارے ہاں جتنی بھی لڑائیاں ہوئی ہیں ان کی بنیاد، فنڈز وسائل اور ان کا استعمال ہی رہی ہے۔ جناب والا! میں یہ گزارش کروں کہ ایک ایسے وقت میں جبکہ امریکی سامراج تمام عالم اسلام کے ممالک کو کمزور سے کمزور تر کرنا چاہتا ہے اور اس وقت اس قسم کے اعلیٰ اختیاراتی ادارے کو تنقید کا نشانہ بنایا جائے اور اس پر کیچڑ اچھالا جائے یہ مناسب نہیں ہے۔ یقیناً اگر سینٹ نہ ہوگا تو کیا ملک کے چاروں صوبے متحد و متفق رہ سکیں گے۔ جناب چیئرمین! میں سمجھتا ہوں کہ ضیاء الحق کے طیارے کے حادثے کے بعد جب بحران پیدا ہوا تھا تو پھر کس نے ختم کیا۔ یہ اس وقت سیاسی طور پر سینٹ ہی تھا جس نے سیاسی طور پر ملک کو سنبھالا دیا۔ جب نواز شریف اور غلام اسحاق کے درمیان اختیارات کی لڑائی سے سیاسی بحران پیدا ہوا۔ تو جناب چیئرمین صاحب! یہ سینٹ ہی تھا جس نے جا کر اس سیاسی بحران میں ملک کو بچانے کے لئے رول ادا کیا۔ تو میں سمجھتا ہوں۔ اس وقت ہم سینٹ اور قومی اسمبلی کا تقابل نہیں کرنا چاہتے۔ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ دونوں اداروں میں اچھے لوگ بھی ہیں اور غلط لوگ بھی ہوسکتے ہیں۔ لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ اس کو بنیاد بنا کر اس کے حوالے سے اس ادارے کو کمزور کرنے کی کوشش کی جائے۔

جناب چیئرمین صاحب! جتنی بھی سیاسی جماعتیں ہیں خواہ وہ مسلم لیگ ہو یا پیپلز پارٹی ہو ان کا یہی نعرہ ہوتا ہے کہ جناب پارلیمنٹ کو بالادست کیا جائے۔ پارلیمنٹ کی supremacy کے ہم دعوے دار ہیں۔ ہم اس کے لئے جدوجہد کریں۔ جناب چیئرمین صاحب! قومی اسمبلی توڑی گئی ہم تو اس پر ہاتھ اور بحث کرتے رہے۔ لیکن سپریم کورٹ نے اس قومی اسمبلی کو بحال کیا۔ عوام کو حقائق سے کیوں آگاہ نہیں کیا

جاتا؟ جب سپریم کورٹ ایک ادارے کو بحال کرتی ہے اس کے بعد اسی ادارے کو کس کے احکام کے تحت کس نے توڑا۔ ہم سمجھتے ہیں کہ اگر ہم اپنے سیاسی مقاصد کے لئے اپنی زبانیں گنگ رکھتے ہیں اور ہم مصلحتاً خاموش رہتے ہیں۔ تو ہم اداروں کو توڑنے میں خود اہم رول ادا کرتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ جس طرح غلام اسحاق خان نے اس ادارے کو توڑ کر ادارے کے استحقاق کو مجروح کیا اور اس طرح جمہوریت کی گردن پہ کلہاڑی چلائی' اس طرح نواز شریف نے دوبارہ یہی حرکت کر کے یہی کام کیا ہے۔

جناب چیئرمین صاحب! ہم سمجھتے ہیں کہ اگر اداروں کی بات ہوتی ہے پارلیمنٹ کی supremacy کی بات ہوتی ہے تو پھر اگر اختیارات اداروں کے لئے مانگے جائیں۔ وہ منظور نہیں مانگ رہا' وہ ادارے کے اختیارات ہیں۔ جناب یہاں پر اگر ایک فرد واحد ' جونیجو صاحب کو باہر اٹھا کر پھینکتا ہے تو اس وقت ایڈیٹر صاحبان خواب خرگوش میں ہوتے ہیں جناب چیئرمین صاحب! ہم سمجھتے ہیں کہ اگر اس سینٹ کو اس ایوان بالا کو آپ اختیارات نہیں دیں گے تو کام نہیں چلے گا جس طرح انہوں نے کہا کہ ہم براہ راست منتخب نہیں ہوئے ہم کہتے ہیں کہ آپ آئین میں تبدیلی لائیں ہم اس کے لئے بھی تیار ہیں۔ اور اس کی جمعیت علماء اسلام حمایت کرتی ہے کہ براہ راست انتخاب کے ذریعے سینٹ میں منتخب ہوں۔ لیکن یہ بات نہیں کہ ہمیں ووٹ قومی اسمبلی کے ارکان نے دیئے ہیں۔ ہمیں تو چاروں صوبائی اسمبلیوں کے ارکان نے ووٹ دیئے ہیں۔ آج اختیارات کس کے پاس ہیں؟ ہم سب بے اختیار ہیں۔ ہمارا ایوان چیئرمین صاحب! بے اختیار ہے۔ لیکن قومی اسمبلی کے ارکان جسے ووٹ دیتے ہیں تمام ارکان نہیں بلکہ صرف ایک سو دس' پندرہ ارکان ووٹ دیتے ہیں۔ وہ تو وزیراعظم بنے اس کے خلاف آپ کیوں اداریئے نہیں لکھتے؛ وہ بیٹھ کر اٹمی پروگرام کے متعلق جو چاہے فیصلہ کرے۔ پارلیمنٹ کو اعتماد میں لے۔ آپکے قلم ٹوٹے ہوئے ہیں اور آپکی زبانیں گنگ ہیں۔

جناب چیئرمین صاحب! صوبوں میں آپ جائیں صوبائی اسمبلی کے ارکان جس کو ووٹ دیتے ہیں وہ سب سے بااختیار ہوتا ہے۔ جناب! آپ کے پاس کیا اختیارات ہیں کیا آپ نے کبھی اس کی طرف نظر دوڑائی ہے۔ جناب چیئرمین صاحب! ہم یہ سمجھتے ہیں کہ چھوٹے صوبے کب مطمئن ہونگے۔ اس طرح مطمئن نہیں ہو سکتے۔ بدقسمتی دیکھیئے! بلوچستان کے سینیٹرز کہہ رہے ہیں کوئٹہ میں سوئی گیس موجود نہیں ہے۔ آج آپ پریسلر کے پاؤں پکڑتے ہیں۔ ان کا استقبال کیا جاتا ہے۔ وہ بھی ایک سینیٹر ہیں۔ معافیاں مانگی جاتی ہیں۔ کون کون سی شخصیات جا کر باادب کھڑی رہتی ہیں۔ جناب یہ بھی سینٹ ہے۔

جناب چیئرمین! ہم اگر سینٹ کے لئے اختیارات مانگتے ہیں تو اس کی ایک وجہ ہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ یہ چار صوبے وفاق کے ساتھ رہیں اور پاکستان متحد و مستحکم رہے' سلامت رہے اور اس کی سالمیت محفوظ ہو۔

لیکن عجیب بات ہے اور میں یہ عرض کروں گا کہ اگر پارلیمنٹ کی supremacy کی بات کی جاتی ہے' آئین میں جو اختیارات پارلیمنٹ کو دیئے گئے ہیں' ان اختیارات سے اگر ہم تجاویز کرتے ہیں' ہم یہاں بحث نہیں کرتے ہیں' ہمارے سامنے وہ باتیں نہیں لائی جاتیں۔ جناب! چند دن پہلے ایٹمی پروگرام پر بحث ہوئی' یقین جانیے میں حلفاً کہتا ہوں کہ پارلیمنٹ کے اکثر اراکین چاہے وہ اس ایوان کے ہوں یا اس ایوان کے ہوں' ان بے چاروں کو کچھ پتہ نہیں۔ عجیب ستم ظریفی ہے کہ قومی اسمبلی بحث کرتی ہے اور اس کے بعد وائنڈاپ وزیرخارجہ کرتے ہیں۔ کیا ایٹمی پروگرام خارجہ سبجیکٹ ہے یا وہ دفاع سے متعلق ہے۔ وزیر دفاع کو آپ قسم دے لیں ان کو کچھ پتہ نہیں ہے۔

جناب چیئرمین صاحب! یہ مذاق پارلیمنٹ کے ساتھ کیوں کیا جاتا ہے۔ جناب چیئرمین صاحب! پارلیمنٹ کی تاریخ میں ایک وقت ایسا آیا ہے' میرے علم میں تو پہلے ایسی بات نہیں' پاکستان کی تاریخ میں کبھی ایسا نہیں ہوا کہ قومی اسمبلی کا اجلاس جاری ہو' سینٹ کا بھی اجلاس بلایا جا چکا ہو اور مشترکہ اجلاس بھی چل رہا ہو اور فیصلے ایوان صدر میں ہو رہے ہوں۔ ہم کہتے ہیں کہ پارلیمنٹ کے اختیارات ہیں لیکن انہیں بروئے کار نہیں لایا جاتا۔ جناب! آپ سے بھی اس سے پہلے گزارش کی تھی کہ آپ اس پر رولنگ دیں کہ آیا آئین میں یہ موجود ہے کہ قومی اسمبلی کا اجلاس چل رہا ہو تو صدر پاکستان آرڈیننس جاری نہیں کر سکتے اور اگر سینٹ کا چل رہا ہو تو کھٹا کھٹ جاری کر سکتے ہیں۔ جناب! یہ سینٹ کی توہین ہے۔ ہم یہ کہتے ہیں کہ وزیر قانون خوش قسمتی سے یا بدقسمتی سے سینیٹر بھی ہیں تو انہیں چاہئے کہ یہ سینٹ میں بل پیش کریں لیکن اگر سینٹ کا اجلاس چل رہا ہو تو آرڈیننس جاری کرنا میرے خیال میں اس ایوان کی توہین ہے۔

جناب چیئرمین! میں یہی گزارش کروں گا کہ اگر چھوٹے صوبوں کو مطمئن کرنا ہے تو اس کے لئے ضروری ہے کہ سینٹ کے اختیارات کو زیادہ کیا جائے اور میں اس سلسلے میں صرف ایک گزارش کروں گا کہ آپ آسٹریلیا اور دیگر ممالک کی بات چھوڑیں' بات یہ ہے کہ وہاں تین سال ہوتے ہیں تو تین سال ہی ہوتے ہیں۔ یہاں پانچ سال ہوتے ہیں تو بمشکل دو سال ایوان چلتے ہیں۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ میر عبدالجبار صاحب۔

میر عبدالجبار: چیئرمین صاحب! شکریہ۔ یہ جو تحریک استحقاق اس وقت زیر بحث ہے اس پر میں بھی کچھ عرض کروں گا۔ اس تحریک استحقاق پر آج ہمارے محترم پروفیسر خورشید صاحب نے بحث کا آغاز کرتے ہوئے جس فصاحت و بلاغت سے ان تمام امور کی' ان تمام الزامات کی' جو "مسلم" نے اس معزز ایوان

جناب منظور احمد گچکی، جناب والا! میری عرض ہے کہ ہمارے قاعدہ نمبر ۶۷ کے تحت یہ کہ ایوان اگر کسی شخص کوایوان کے کسی رکن کے استحقاق کی خلاف ورزی کا مرتکب پائے تو وہ ایسے شخص کو قانون کے مطابق سزا دے سکتا ہے۔ جناب والا! میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ چونکہ اس میں detail نہیں ہے کہ کیا سزا دے سکتا ہے تو اس کی بھی وضاحت ہو جائے۔

جناب چیئرمین، یہ کمیٹی جب فیصلہ کرے گی تو دیکھے گی۔ اس وقت یہ موقع نہیں ہے کہ اس پر بحث کی جائے۔ تو یہ کمیٹی ہی فیصلہ کرے گی۔ عالم علی لالیکا صاحب۔

جناب عالم علی لالیکا، جناب چیئرمین! ایسے سنگین معاملے کو جن میں نہ صرف سینٹ بلکہ جمہوریت اور جمہوریت کے طرز عمل اور ہر چیز کو تختہ مشق بنایا گیا ہے اور خود قانون صحافت کے لئیے قابل تردید بنے ہیں، میرے خیال میں جناب والا صرف دو صورتیں ہیں ایک تو یہ ہے (فارسی) بصورت دیگر جناب والا! میں عرض کروں گا بلکہ دوبارہ عرض کروں گا کہ بجائے اس کے کہ اس کو کمیٹی میں دیا جائے، ۸۵ اور ۸۶ سے کئی چیزیں کمیٹی میں پڑی ہوئی ہیں ان میں کیا چیز ہے؟ جناب والا! اور جو کمیٹی سے رپورٹ آئی ہے اس پر عمل نہیں ہوا۔ تو جناب والا! اس پر آپ کا فیصلہ چاہیں گے، اس کو کمیٹی کے سپرد نہیں کرنا چاہیں گے۔ ہم حکومت سے توقع کریں گے کہ حکومت مسلم کو ان کاجائز مقام دیتے ہوئے کچھ یوم کا وقت دے کہ اس اعلان کو منسوخ کریں تاکہ آئندہ کسی کو جسارت نہ ہو ورنہ ہم لوگ چھالیہ کھانے کے لیے نہیں آئے اس ہاؤس میں۔ اور یہ تو کوئی طرز عمل نہیں ہے مجھے یاد ہے کہ جب 1992ء میں یہ پیش کی تھی، چونکہ اس وقت لکھنے والے نے اپنا نام نہیں ظاہر کیا تھا اور پریس والے واک آؤٹ کر گئے تھے تو مجھے یوں محسوس ہوا جیسے کوئی بھونچال آ گیا ہے۔ (فارسی)(XXXX)

جناب چیئرمین، لاہنسٹر صاحب ہیں جی۔

جناب عبدالرحیم مندوخیل، جناب انہوں نے محاورے کے طور پر یہ کہا ہے۔

جناب چیئرمین، بہرحال یہ مناسب نہیں ہے جی۔ یہ محاورہ ٹھیک ہے لیکن اس وقت مناسب نہیں ہے۔ جی نہیں، انگریزی میں اس قسم کا نہیں ہے جناب وزیر قانون صاحب کہاں ہیں؟

مولانا سمیع الحق، یہ بتایا جائے کہ کس جگہ سے حذف کیا جائے۔

(XXXX) یہ الفاظ بحکم جناب چیئرمین حذف کیے گئے۔

جناب چیئرمین، آپ کچھ کہنا چاہتے ہیں جی فرمائیے۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی، میں اپنے خیالات کا اظہار کرنا چاہتا ہوں چونکہ میں نے اس کو اپوز کیا ہے۔ جناب والا! میں اپنا نقطہ نظر بیان کرنا چاہتا ہوں۔

جناب چیئرمین، کس کا نقطہ نظر بیان کرنا چاہتے ہیں۔ پہلے حکومت کا تو پتہ چلے کہ حکومت کیا کہتی ہے۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی، ہمارا نقطہ نظر اس سے اتفاق کرنے میں ہے۔ میں صرف دوچار چیزیں اس میں بیان کرنا چاہتا ہوں' اتنی لمبی تقاریر ہوئی ہیں تو ہم بھی اس پر ضرور بات کرنا چاہیں گے۔ چونکہ اس میں دوتین چیزیں ہیں۔ جہاں تک استحقاق کا تعلق ہے۔۔۔۔

جناب چیئرمین، آپ حکومت کی نمائندگی کر رہے ہیں یا اپنا نقطہ نظر بیان چاہتے ہیں۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی، جناب میں نے اس کو اپوز کیا ہے۔ آپ مجھے اجازت دیں' میں بات کرنا چاہتا ہوں۔ میں ممبر ہوں' جس حیثیت میں چاہیں مجھے اجازت دیں تا کہ میں بات کروں۔

جناب چیئرمین، میری عرض تو سن لیں کہ میں کیا کہہ رہا ہوں۔ آپ کی ایک تو ذاتی رائے ہے اور ایک ہے حکومت کا نقطہ نظر اور حکومت کا نقطہ نظر عام طور پر ہم وزیر قانون صاحب سے لیتے ہیں۔ تو آپ کہہ رہے ہیں کہ میں نے بات کرنی ہے تو کیا حکومت کی بات کرنی ہے؟

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی، آپ مجھے ڈاکٹر شیر افگن کی حیثیت سے اپنے خیالات کا اظہار کرنے کی اجازت دیں۔

جناب چیئرمین، یہ رول کے مطابق نہیں ہے۔ آپ کس رول کے تحت بات کرنا چاہتے ہیں' بتائیں مجھے؟

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی، آپ بات تو کرنے دیں۔ یہ کون سا انصاف ہے۔ مجھے بات تو کرنے دیں۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین، میں سمجھ تو لوں۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی، آپ مجھے اجازت تو دیں۔

جناب چیئرمین، آپ میں بات نہ کریں۔ اس طرح بات سمجھ نہیں آتی۔ لیڈر آف دی ہاؤس کو سنتے ہیں۔ جی جناب۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین: حافظ صاحب بیٹھیں۔ میں آپ کو موقع دوں گا۔ لیڈر آف دی ہاؤس۔

Malik Muhammad Qasim: Mr. Chairman, there is no doubt about that Dr. Sher Afghan had opposed it at that time, but the point is that now the Government has definitely accepted this and they support this. But we say that it should go to the Privileges Committee and there the matter should be decided. We believe in the freedom of press. Certain things have come in these two newspapers, in the 'Muslim' as well as in the "Frontier Post" in which my friend here and may be myself also feel that they are objectionable and the matter is very serious matter. It pertains to this august House and the members of the august House nad even to you Mr. Chairman. And in the same manner the freedom of press is also as important because my friend Mandokhel Sahib was saying that it is fourth pillar of democracy and we believe that it is fourth pillar of democracy. In stead of going into any controversy any more I would suggest, Sir, that the motion should be accepted. It should go to the privileges Committee and there the matter should be decided.

Mr. Chairman: I agree with you. The matter will now go to the privileges Committee. Nobody has opposed it. It stands referred to the privileges Committee. They will look into the matter. The next is the Privilege Motion by Akhunzada Behrawar Saeed on the failure of the Government to release funds for the development schemes recommended by the Senators.

جی جناب حافظ صاحب۔

حافظ حسین احمد، جناب چیئرمین! میں آپ کی توجہ مبذول کرانا چاہتا ہوں کہ قائد ایوان کی وضاحت کے بعد اور آپ کے فیصلہ کے بعد بھی ڈاکٹر شیر افگن کہہ رہے ہیں کہ نہیں۔ No. No.

جناب چیئرمین، یہ کسی اور معاملے میں کہہ رہے ہیں۔

حافظ حسین احمد، نہیں وہ اسی معاملے میں کہہ رہے ہیں۔

جناب چیئرمین، بہر حال وہ کسی اور معاملے میں کہہ رہے ہیں۔ بہرہ ور سعید صاحب۔

PRIVILEGE MOTION ;RE: DELAY IN RELEASE OF ANNUAL DEVELOPMENT FUNDS TO THE SENATORS

اخونزادہ بہرہ ور سعید، آعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔

I beg to move that the proceedings of the House may be stopped and the following privilege motion may be taken into consideration.

"That the Federal Government had undertaken to release my annual Development Funds for the year 1992-93 immediately after the general elections. As the elections are completed and I have submitted application for the release of the Annual Development Funds but government is keeping mum. By this action of this government my privilege has been breached.

ملک صاحب کچھ فرما رہے ہیں۔

جناب چیئرمین، لاءمنسٹر صاحب کو بلا لیں یا لوکل گورنمنٹ کے وزیر نہیں ہیں یہاں پر۔ جی لیڈر آف دی ہاؤس۔

Malik Muhammad Qasim: Unfortunately, Law Minister is not here and I would request that he may read it. Even he is not here. We may be given time to inquire into this.

کے خلاف اپنے اداریے میں چھاپے ہیں، نفی کی ہے میں سمجھتا ہوں کہ اس کے بعد میرے لئے کچھ عرض کرنے کی گنجائش نہیں رہتی ہے۔ پھر اس کے بعد ہمارے باقی حضرات نے، بالخصوص گچکی صاحب، محمد علی صاحب اور مولانا حافظ حسین احمد نے جس انداز میں ان تمام امور کا احاطہ کیا ہے، ان کی تقاریر کے بعد کچھ کہنے کی گنجائش نہیں رہتی ہے۔ البتہ میں یہ ضرور عرض کرتا چلوں جناب والا! کہ کسی بھی ملک میں پریس محاسبہ کے فرائض انجام دیتا ہے۔ یہ وہ ادارہ ہے جس میں اہل دانش، اہل قلم اور عقلمند لوگ ہوتے ہیں۔ اگر وہ کسی چیز کا احاطہ کرتے ہیں، کسی چیز پر لکھتے ہیں، ان کا قلم اٹھتا ہے، یہ صحیح اٹھتا ہے اور اٹھنا چاہیئے، توقع بھی رکھی جاتی ہے کہ صحافی کا قلم کبھی غلط نہیں لکھتا اور نہ ہی غلط لکھنا ہے۔لیکن اگر یہاں ایک معزز ادارے پر الزامات لگائے جاتے ہیں، اس کی تذلیل کی جاتی ہے خصوصاً ممبران کی تو جناب والا! میں سمجھتا ہوں کہ یہ نہ صرف اس ایوان کی بلکہ ان تمام جمہوری اداروں کی بے حرمتی ہے، بے عزتی ہے بلکہ ہماری تذلیل ہے، ہماری تضحیک ہے اور ہم اس تضحیک کے خلاف یقیناً آواز اٹھائیں گے اور ثابت کریں گے کہ ہماری تضحیک کی جارہی ہے اور یہ غالباً دانستہ کی جا رہی ہے۔ جناب والا! آپ کے ملک کا قانون کسی شخص پر الزامات لگانے کی اجازت نہیں دیتا۔ اگر کوئی لگاتا ہے اور یہ ثابت نہ ہوں تو اس شخص کے خلاف کارروائی ہوتی ہے اور اسے سزا ہوتی ہے، قید ہوتی ہے۔ جب ایک عام شہری پر اس قسم کے الزامات لگائے جائیں اور وہ الزامات ثابت نہ ہوسکیں تو الزامات لگانے والے شخص کے خلاف قانونی کارروائی کی جاتی ہے اور ایسے شخص کو سزا دی جاتی ہے تو کیا یہ جو اتنا معزز ادارہ ہے، جب اس کی تذلیل کی جائے، تضحیک کی جائے تو کیا کوئی بھی ایسا قانون نہیں ہے کہ اس چیز کو روکا جاسکے۔ ہم بانگ دہل کہتے ہیں کہ آئیے! ثابت کیجیئے اپنی یہ باتیں، آپ نے جو الزامات لگائے ہیں ان کو ثابت کیجیئے کہ یہ ادارے ایسے ہیں۔ ہم اس کے لئے حاضر ہیں مگر یہ تذلیل اور تضحیک برداشت نہیں کر سکتے۔

جناب والا! میں اپنے تمام ساتھیوں کی آراء اور خیالات سے اتفاق کرتے ہوئے آپ سے گزارش کروں گا کہ اس کو استحقاق کمیٹی کے حوالے کیا جائے۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: جناب عالم علی لالیکا صاحب۔

جناب عالم علی لالیکا: جناب چیئرمین! میں آپ کی توجہ مبذول کرانا چاہتا ہوں ایک حقیقت کی طرف کہ مورخہ ۷-۷-۹۲ کے "مسلم" اخبار کے ایڈیٹوریل میں اسی طرح کی ہرزہ سرائی اور دشنام طرازی کی گئی جس کا میں نے اور سید عباس شاہ نے بڑا مدلل جواب دیا تھا اور کچھ اپنے دل کا غبار بھی ہلکا کیا تھا۔

Business pending before the Senate کا جو کاغذ ہمیں دیا جاتا ہے۔ اس میں یہ چودہ نمبر پر موجود ہے۔

Moved on 13-8-92, after hearing the movers, Minister for Information and Broadcasting and the members of the House, the Chairman reserved his ruling.

اب میں آپ سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ کیا اس تحریک استحقاق کی بھی وہی fate ہو گی اور اگر آپ اپنی رولنگ reserve نہ کریں تو کیا ہم ان کا کچھ کر بھی سکیں گے یا اپنا ہی وقت ضائع کئے جا رہے ہیں؟ شکریہ۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ جناب عبدالرحیم خان مندوخیل۔

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل: جناب چیئرمین! میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے اس تحریک استحقاق پر جو پروفیسر خورشید صاحب اور دیگر ساتھیوں نے پیش کی ہے، بات کرنے کا موقع دیا ہے۔

جناب چیئرمین! سب سے پہلے میں اس ایڈیٹوریل میں جن مختلف پہلوؤں سے بات کی گئی ہے اس پر بات کروں گا۔ سب سے پہلے یہ نکتہ لیا ہے اور عنوان یہ دیا ہے .Senators don't soar too high جناب منظور گچکی صاحب نے جو amendment پیش کی تھی، اس amendment میں بہت اہم نکات، سینٹ کو اختیارات دینے کے حوالے سے، پارلیمنٹ کو اختیارات دینے کے حوالے سے پیش کئے تھے۔ ان نکات بالخصوص اس بنیادی مسئلے کو ایڈیٹوریل میں اس طرح رکھا گیا ہے کہ سینٹ کی نمائندگی یعنی ان کے الیکشن کا طریقہ اور سینٹ کا period اس طرح لئے گئے ہیں کہ اصل چیز جو ایڈیٹوریل کے لکھنے والے نے چھپانے کی کوشش کی ہے وہ یہ ہے کہ ملک میں democracy اور بالخصوص فیڈرل پارلیمانی democracy کے لئے ہمارے ملک میں جو struggle ہوئی ہے اور ہم 1973 ، میں یہاں تک پہنچے کہ فیڈریشن کی نمائندگی کرتے ہوئے ایک ہاؤس تشکیل دیا جائے اور وہ ہاؤس سینٹ ہو۔ یہ کافی struggle کے بعد ہوا لیکن اس آئین میں بھی اس ہاؤس کو مجموعی طور پر بغیر اختیار کے رکھا گیا اور جب جناب منظور گچکی صاحب نے یا جیسا کہ یہاں ایڈیٹوریل کے لکھنے والے نے ذکر کیا ہے کہ بار بارکیوں چیختے ہیں کہ سینٹ کو اختیارات ملیں بجٹ کے حوالے سے، سینٹ کو دوسرے اختیارات ملیں اور یہ آپ بار بار کہہ رہے ہیں اس سے وہ بڑا annoy ہوا ہے۔ جناب والا! اصل بات وہ ہے جو پروفیسر صاحب یا دوسرے دوستوں نے بیان کی۔ الیکشن direct یا indirect کا مسئلہ، اسکے period کا مسئلہ، دنیا میں مختلف ملکوں میں سینٹ، پارلیمنٹ میں bicameral legislation کا مسئلہ انہوں نے آپ کے سامنے پیش کیا ہے اور میرے خیال میں سیاست کا جو علم یا عمل ہے، ہمیں یہ معلوم ہے کہ سینٹ کے بارے میں دنیا میں کیا روایات ہیں یا کیا سسٹم ہے یا دنیا میں کیا قانون ہے۔ لیکن اصل چیز جو

یہاں ایڈیٹر صاحب نے محسوس کی ہے وہ یہ ہے کہ سینٹ کو یہ اختیارات دینا نہیں چاہتے۔ سینٹ کے اختیارات سے وہ annoyed ہیں۔ یعنی فیڈریشن ہے' federating units ہیں لیکن federating units کے نمائندہ ادارے کے اختیارات کچھ نہیں ہیں اور جب ہم federating units کے لئے اختیارات مانگتے ہیں تو جناب! یہ بڑے پریشان ہو گئے اور پھر ان کے الفاظ یہ ہیں' Don't soar high اور جو لوگ اوپر اٹھتے ہیں ان کو bottom نظر آتے ہیں۔ لیکن میں اس میں ایک بات کہوں گا جناب! اگرچہ پتہ نہیں یہ آداب میں ہے کہ نہیں لیکن اس سے ان کو colonial bottom ضرور نظر آ گئی۔ یہ colonist تھا اس کی colonial bottom اس لئے نظر آ گئی کہ وہ نہیں چاہتا کہ سینٹ کو اختیارات ملیں۔ بلکہ جناب والا! ہم تو چاہتے ہیں' جیسا کہ آپ کو علم ہے کہ ہم نے ایک بار پہلے بھی کہا تھا' کہ پارلیمنٹ میں joint session اور اس میں جو شوریٰ ہے' آرٹیکل ۱۵۲' ۱۵۳ میں واضح طور پر لکھا ہے کہ Council of Common Interest اس کے سامنے جوابدہ ہے لیکن ہمارے ہاں سینٹ میں ابھی تک کیا ہوا ہے؟ کبھی بھی مشترکہ اجلاس میں مشترکہ مفادات کونسل کا کوئی فیصلہ یہاں پیش کیا گیا ہے یا کوئی اور مسئلہ جو اس سے متعلق ہو وہ پیش کیا گیا ہے؟ یا جو concurrent list ہے' آرٹیکل ۶۴ کا مسئلہ ہے یا ایسے مسائل ہیں' کوئی بھی پیش کیا گیا ہے؟ بلکہ جناب غلام اسحاق خان نے جناب نوازشریف کی حکومت پر جو الزام لگایا تھا اس میں ایک نکتہ یہ بھی تھا کہ ۱۵۲' ۱۵۳ کے تحت آپ نے مشترکہ مفادات کی کونسل کے فیصلوں کو مجلس شوریٰ میں پیش نہیں کیا' یعنی الزامات میں بھی یہ بات کی۔ اگرچہ یہی بات ہم پہلے کہتے رہے ہیں اور آج بھی یہ مسئلہ ہمارے سامنے ہے کہ واپڈا یا دوسرے جو مختلف ادارے ہیں' ان اداروں کو آج بھی پارلیمنٹ کے مشترکہ اجلاس میں بالکل ignore کرتے ہیں' اس کو bybass کرتے ہوئے' سیکریٹریز اور منسٹرز فیصلہ کر دیتے ہیں کہ ہم واپڈا کو پرائیویٹائز کریں گے۔ تو اصل مسئلہ یہ ہے کہ جو کچھ اختیارات پارلیمنٹ میں ہماری struggle سے federating units نے اپنے لئے حاصل کئے ہیں' سینٹ کے ان اختیارات کو بھی bypass کیا جاتا ہے۔ تو اس لئے میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ یہ جو باقی تفصیلات ہیں ان میں ہمیں جانے کی ضرورت نہیں ہے۔ وہ اپنے آپ کو بڑا عالم بھی سمجھتے ہیں اور ہیں بھی' ہمیں شاید اتنا علم نہ ہو لیکن انہیں یہ details معلوم ہیں۔ بہرصورت بنیادی مسئلہ یہ ہے کہ پاکستان میں فیڈریشن کے جو characters ہیں سینٹ انکی نمائندگی کرتا ہے۔ جو شخص بھی پاکستان میں سینٹ کی توہین کرے گا' اس کی اتھارٹی اور اس کی dignity کو چیلنج کرے گا اس پر میں یہ واضح کرنا چاہتا ہوں کہ اصل میں اس کی سیاست فیڈریشن کے خلاف ہے۔ یہ ہے اصل بنیادی بات' ورنہ یہ مسئلہ ہمارے لئے نہیں ہے۔ ہم پروفیسر صاحب سے متفق ہیں اور میں خود ایک سیاسی کارکن کی حیثیت سے پریس کی آزادی کا علمبردار ہوں۔

لیکن پریس کی آزادی میں ہمیں ایک بات سمجھنی ہو گی کہ پریس کی آزادی میں ہمارے ملک کی اکثریت اور اس میں ڈیموکریسی، پارلیمانی ڈیموکریسی، فیڈرل پارلیمانی ڈیموکریسی کے اصولوں کو جو بھی پریس والا چیلنج کرے گا، میں یہ الفاظ استعمال نہیں کروں گا کہ قانون میں ہم اسے پکڑیں گے یا سینٹ میں privileges میں پکڑیں گے لیکن میں یہ ضرور کہوں گا کہ عوام کی حیثیت سے ایسے پریس کو ضرور پکڑیں گے۔ ایسی اجازت ایسے پریس کو ہم نہیں دیں گے۔ پریس والوں کو لکھنا چاہیئے، ہم آزادی دیں گے اور وہ آزادی ان کی یہ ہے کہ ان کو پریس کی آزادی ہے کیونکہ ہم تو سادہ لوگ ہیں ہم تو ان کی نظر میں ignorant ہیں۔ ہم کیوں soar so high ہوں کہ ہم Pressler کی طرح یا ہم پارلیمنٹ کے ممبران Major کی طرح بڑی بڑی باتیں کریں۔ ہم تو غریب لوگ ہیں، ہم تو غلام لوگ ہیں اس لئے ہمیں نیچے رہنا چاہیئے۔ پریس کو یہ بھی کر سکتے ہیں لیکن پریس کو اپنی حد میں رہنا چاہیئے۔ جیسا کہ ہم کہتے ہیں کہ جمہوریت، یعنی fort of democracy تو یہ ان کے حقوق اور ذمہ داریاں ہیں اور پارلیمنٹ اور اسمبلی اور یہ جو عوام کے ادارے ہیں ان کی بھی ذمہ داریاں اور حقوق ہیں۔ اس لئے جناب والا! باقی تفصیلات میں، میں نہیں جاؤں گا۔ ورنہ انہوں نے تو argument کئے ہیں۔ یہ جو ہے امریکہ میں ہے یہاں تو پارلیمانی ڈیموکریسی ہے۔ میں ان کو کہتا ہوں کہ یہاں فیڈرل پارلیمانی ڈیموکریسی ہے اور پھر یہاں یونائیٹڈ سٹیٹ کی مثال دی ہے کہ وہاں ایسا نہیں ہے۔ لیکن it is not parliamentary democracy. وہ کہتے ہیں لیکن میں یہ کہتا ہوں کہ آپ یہ صحیح بات کر رہے ہیں کہ وہ فیڈرل ڈیموکریسی ہے، ٹھیک ہے presidential نہیں ہے لیکن فیڈرل ہے ان کی، اصل میں ان کی فیڈریشن ہے اس لئے جناب والا! یہاں جو کچھ انہوں نے کہا ہے بلکہ فرنٹیئر پوسٹ نے کہا ہے کہ ایک co-terie of representatives, جو الفاظ انہوں نے استعمال کئے ہیں اور یہ ان دونوں کے ادارئیے ہیں، ان کو اگر بیک وقت دیکھا جائے تو ہم سمجھتے ہیں کہ کیا بات ہے۔ وہ یہ ہے کہ فیڈریشن اور اس کا جو نمائندہ ادارہ ہے ویسے تو نمائندہ تمام پارلیمنٹ ہے، لیکن اس کو balance کر کے یعنی one-man-one-vote اور one federating unit, equal vote سے زیادہ ہے، یہ اصول ہمارے آئین میں ڈیموکریسی کے موجود ہیں۔ ان اصولوں کی موجودگی کے باوجود انہوں نے قصداً کوشش کی ہے، اس لیے اس حوالے سے اور پھر جو الفاظ ہیں وہ صریحاً توہین آمیز ہیں۔ اور عنوان دیا ہے Senators don't soar too high تو پھر مجھے یہ اجازت ضرور ملنی چاہیے کہ You soar too high, your colonial bottom is too high. شکریہ۔

جناب چیئرمین، منظور گچکی صاحب۔

جناب چیئرمین: لاہنسٹر صاحب آ گئے ہیں۔ جی بہرہ ور سعید صاحب۔ یہ کہہ رہے ہیں کہ ذرا وقت دے دیں تاکہ اس معاملے کو دیکھ لیں۔ میرے خیال میں مناسب بات ہے۔ ٹھیک ہے۔ جناب لالیکا صاحب۔

جناب عالم علی لالیکا: میں جناب کی توجہ اس طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں کہ سینٹ والے کاغذ میں ۲۹ نمبر پر یہ موشن ہے۔

On the decision of the government to stop the development schemes and freeze the funds allocated for programme 'Tameer-e-Watan'. Raja Mohammad Afzal Khan, Akhunzada Behrawar Saeed, Syed Faseih Iqbal, Mr. Bashir Ahmad, Shehzad Gul, Abdul Jabbar, Fazal Agha, moved on 15-8-93, admitted and referred to the committee on Rules of Procedure and Privileges on 19-7-93 for consideration and report.

اب کمیٹی کی رپورٹ کے بارے میں میرے ذہن میں جو خدشات ہیں وہ برمحل ہیں۔

جناب والا! کمیٹی کو گئی ہوئی چیز اول تو واپس آتی نہیں، میں آپ کی خدمت میں اس سلسلہ میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ایک بات تو یہ ہے

question for further improvement in the Modaraba scheme

یہ ہے صفحہ ۳ پر

business pending before the House. The question of further improvement in the Modaraba scheme was referred to the Standing Committee on Finance, is due for examination and report on the motion moved by Minister of Finance. The matter was referred to the Standing Committee on 8-10-85.

۱۸ اکتوبر ۱۹۸۵ء کو کمیٹی میں refer ہوا اور ابھی تک سٹینڈ نگ کمیٹی سے واپس نہیں آیا۔

جناب چیئرمین: جی اس قسم کے مسئلے ہیں، کچھ تو الیکشن میں مصروف رہے ہیں اس لئے تھوڑی تاخیر ہوگئی میرے پاس چیمبر میں آ جائیں جو تاخیر ہوئی اس کے لیے کمیٹی کے چیئرمین صاحب کو بھی invite کرلیں گے۔ ان سے بات کرلیں گے۔

جناب عالم علی لالیکا: میرا دوسرا پوائنٹ یہ ہے اور میں یہ بات کہنا چاہتا ہوں، میں نے صرف

اس لیے referenceدیا ہے کہ یہ ۸۱ء میں گئی تھی آج تک واپس نہیں آئی۔

میرا تیسرا پوائنٹ یہ ہے جناب والا! کہ سینٹ کی سٹینڈنگ کمیٹی سے جو reports واپس آ جاتی ہیں وہ آج تک discuss نہیں ہوئیں۔ اب اس کا کیا مداوا ہے' اس کا کیا علاج ہے؟ جناب والا! باعث تشویش اس political versus میں یہ ہے کہ انہوں نے کہا کہ تعمیر وطن کے فنڈز ریلیز ہو جائیں گے لیکن 1991-92 کے فنڈز بھی ابھی تک ہمیں نہیں ملے۔ 92-93 میں کوئی مطالبات ہی نہیں ہیں۔ 93-94 ہم تصور بھی نہیں کرتے۔ حالانکہ 93-94 میں minus تین مہینے' اپریل ' مئی اور جون کیونکہ مالی سال جون میں ختم ہوتا ہے 'تو نو مہینے کے فنڈز تو ہمیں ملنے چاہئیں۔

اب اس بارے میں جناب والا! ہم نے حکومت سے یہ سفارش کی تھی کہ بالخصوص وہ سینیٹرز جن کی میعاد مدت اس سال ختم ہو رہی ہے' وہ فلور آف دی ہاؤس پر یہ assurance چاہیں گے اور تب ہی اس کارروائی میں حصہ لے سکیں گے کہ حکومت ہمیں کوئی assurance دے۔ تو اگر حکومت ہمیں assurance دینے کے لئے تیار نہیں ہے تو پھر جناب والا! یہاں آنا جانا سب بیکار ہے۔

جناب چیئرمین ، جس طرح ملک قاسم صاحب نے فرمایا ہے کہ وہ حکومت وقت سے ساری چیزیں طے کر لیں گے۔ کیونکہ یہ ابھی نئی آئی ہے۔ پھر کچھ نئے سینیٹرز electہو کر آئے ہیں۔

یہاں پر رضا ربانی صاحب ہیں' راشد ربانی صاحب ہیں' اعوان صاحب ہیں' سرحد سے شاہد عباس صاحب ہیں ' ملک قاسم صاحب ہیں' شجاعت حسین صاحب ہیں۔ تو نئے سینیٹرز کے بارے میں حکومت کی کیا پالیسی ہے' انہیں فنڈز دیں گے یا نہیں دیں گے؟ میرے خیال میں حکومت کو کچھ وقت دینا چاہئیے تاکہ واضح statement آپ کو دے دی جائے کہ یہ ہماری پوزیشن اور پالیسی ہے۔

جناب سرتاج عزیز صاحب۔

جناب سرتاج عزیز، جناب چیئرمین! اس موضوع پر بات ہو رہی ہے تو میں حکومت کی توجہ ایک اور مسئلے کی طرف دلانا چاہتا ہوں کہ 1993-94 ' یہ سال جو اب چلا آ رہا ہے' اس سلسلے میں ایک اخباری اطلاع کے مطابق انہوں نے فیصلہ کیا ہے کہ ممبران قومی اسمبلی کو 50 لاکھ روپیہ فی ممبر دیئے جائیں گے سکیموں کے لئے' لیکن سینٹ کو اس میں سے باہر رکھا گیا ہے یعنی 1993-94 کے لئے۔ جو بات بہرہ ور سعید صاحب کی ہے یہ صرف 1992-93 کے فنڈز کی ہے۔ تو اس مسئلے پر بھی غور کریں کیونکہ آج تک یہ کبھی نہیں ہوا۔ ہر پروگرام میں' تعمیر وطن پروگرام میں سینٹ اور اسمبلی کو برابر حصہ دیا گیا اور اس دفعہ سینٹ کو

1993-94 کے پروگرام سے----

(مداخلت)

جناب چیئرمین، اصل میں بہرہ ور سعید صاحب کا کیئر ٹیکر گورنمنٹ نے فیصلہ کیا تھا۔ باقی سینیٹر کے فنڈز بحال کر دیئے جائیں لیکن جو الیکشن لڑ رہے ہیں ان کے نہیں کئے جائیں گے۔ اب یہ کہہ رہے ہیں کہ الیکشن ختم ہو گئے، اب کیا پوزیشن ہے؟

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی، یہ بات بالکل ٹھیک ہے جناب چیئرمین! اس پر بھی غور کیا جائے گا۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین، جناب اقبال احمد خان صاحب۔

جناب اقبال احمد خان، جناب چیئرمین! شکریہ۔ میں صرف آپ کے نوٹس میں یہ لانا چاہتا ہوں کہ جس مسئلے کا ذکر کیا گیا ہے یہ care taker گورنمنٹ کے زمانہ میں پیدا ہوا تھا۔ اس پر کمیٹی نے اپنی رپورٹ مکمل کر لی ہے اور میں نے سیکرٹری صاحب سے گزارش کی ہے کہ اسے رواں اجلاس میں ایوان میں پیش کر دیا جائے۔

جناب چیئرمین، جی شکریہ۔ جناب لالیکا صاحب۔ میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ---

جناب عالم علی لالیکا، جناب والا! ہم اصحاب کہف نہیں ہیں کہ ڈھائی سو سال سو کر بھی تازہ دم اٹھ جائیں گے۔ جو لوگ ریٹائر ہو رہے ہیں 20 مارچ کو، ممکن ہے وہ دوبارہ انتخاب لڑنا چاہیں یا نہیں۔ وہ کامیاب ہوتے ہیں یا نہیں ہوتے، سینٹ میں واپس آتے ہیں یا نہیں آتے۔ جو ہمارے خدشات ہیں وہ اپنی جگہ پر قائم ہیں کہ مختلف اوقات میں حکومت کی جانب سے، جناب محترم وزیراعظم صاحبہ کی جانب سے بیانات کی روشنی میں ہمیں عندیہ ملا ہے کہ سینیٹرز کو بھی فنڈز دیئے جائیں گے اس کی روشنی میں ہم نے لوگوں سے وعدے کئے ہوئے ہیں۔ جناب! اس بارے میں ہم categorically assurance چاہتے ہیں۔ اگر حکومت کے پاس پیسہ نہیں ہے تو بعد میں دے دیں۔ خدا اس حکومت کو اور زیادہ چلائے، انہیں پورے پانچ سال پورے کرنے کا موقع عطا فرمائے۔ مگر وعدہ تو کریں تا کہ ہماری تسلی ہو جائے۔

جناب چیئرمین، اسی لئے تو آپ سے وہ وقت مانگ رہے ہیں۔ ڈاکٹر بشارت الٰہی صاحب۔

Dr. Bisharat Elahi: Thank you Mr. Chairman. Sir, I think Mr. Iqbal Haider, the Law Minister, and he would also remember that particular day, he was present, when Mr. Moeen Qureshi talked in the Senate and promised that the funds for the year 1992-93 will be released provided the Senators submit their schemes on a particular case. Most of us have done that but so far there has been no response from the government. Unless the government makes a categorical statement on the floor of the House we would not know what is happening and if. Mr. Iqbal Haider or any Minister to say or else come up with a statement on behalf of the government during the next one week or yet. Thnak you.

جناب چیئرمین، جناب گچکی صاحب۔

جناب منظور احمد گچکی، جناب والا! میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ 92-1991 میں آپ کو یاد ہو گا کہ ہم نے ایک تحریک استحقاق پیش کی تھی اس سلسلہ میں کہ ہمارے پاس ایک خط آیا ہوا تھا' پہلے پچاس لاکھ کا آیا ہوا تھا اس کے بعد 90 لاکھ کا آیا تھا۔ ہم نے سکیمیں بھیجیں سیکرٹری صاحب کو' میں اور میرعبدالجبار صاحب وہاں گئے تو انہوں نے ہم سے یہ کہا کہ آپ چونکہ آئے ہیں' آپ کو privately یہ بتانا چاہتا ہوں' آپ اسے quote نہ کریں تو بعد میں ہم نے اس بات کو ہاؤس میں دھکیل دیا' چونکہ آپ اپوزیشن میں ہیں اس لئے حکومت کی پالیسی یہ ہے کہ جو حکومت میں ہے اس کو ایک کروڑ چالیس لاکھ روپیہ دیا جائے اور جو اپوزیشن میں ہیں ان کو پچاس لاکھ روپیہ دیا جائے۔ چنانچہ جناب والا! اس سلسلہ میں ایسا کیا گیا کہ جو اپوزیشن میں نہیں تھے، حکومتی بنچوں پر بیٹھے ہوئے تھے' ان کو ایک کروڑ چالیس لاکھ روپیہ دیا۔

جناب چیئرمین، اب تو وہ حکومت نہیں' وہ تو پرانی بات ہوگئی۔ اب تو حکومت وہ نہیں' اب کیا مسئلہ ہے؟

جناب منظور احمد گچکی، جناب! آپ میری بات سنیں۔ میں یہی کہہ رہا ہوں کہ ابھی تک ہمیں 92-1991 کے فنڈز نہیں ملے ہیں۔ جناب والا! آپ چھوڑیئے 94-1993 کی بات' بہت سے ارکان اس ہاؤس میں ایسے ہیں جن کو 92-1991 کے فنڈز نہیں ملے۔ ان میں سے میں بھی ہوں۔ میرے خیال میں لالیکا صاحب

کو بھی نہیں ملے ہوں گے اور بھی بہت سے ممبران ہیں۔ جناب والا! یہ تو اتنا complicated مسئلہ ہے کہ کیا بتاؤں۔ جناب شکریہ۔

جناب چیئرمین، جناب میر عبدالجبار صاحب! آپ کو بھی موقع دیتے ہیں۔ آپ نے مسئلہ ہی ایسا اٹھایا ہے جو سب کا مسئلہ ہے۔ جناب جبار صاحب۔

میر عبدالجبار، جناب چیئرمین صاحب! بہت بہت شکریہ کہ آپ نے مجھے وقت دیا ہے۔ جناب والا! مسئلہ جو زیر بحث ہے وہ ایک فرد واحد کا نہیں ہے بلکہ تمام ایوان کے ممبران کا ہے اور ہر شخص یک زبان ہی اس پر بات کرنا چاہتا ہے۔ یقیناً جیسا کہ دوستوں نے کہا کہ 92-1991 کے فنڈز بھی ہماری سکیموں کے release نہیں ہوئے۔ 93-1992 کا یہ حال ہے، اب 94-1993 جا رہا ہے، بالکل ایسا ہی ہے اور اسی floor of the House پر جیسا کہ جناب سرتاج عزیز صاحب نے بھی ارشاد فرمایا ہے کہ کیئر ٹیکر گورنمنٹ کے وزیراعظم نے واضح الفاظ میں یہ کہہ دیا تھا، categorically انہوں نے کہہ دیا تھا کہ آپ کی جتنی سکیمیں ہیں ان کے پچھلے جو فنڈز ہیں ان پر عملدرآمد ہو گا اور اب جو کہ ہمارے پچاس لاکھ ہیں یا ایک کروڑ چالیس لاکھ ہیں وہ سب کو مساوی ملیں گے۔ اور آپ اپنی سکیموں کی نشاندہی مساوی طور پر کریں گے۔ جناب! نہ 92-1991 میں دیا گیا، نہ 93-1992 میں دیا گیا اور اب 94-1993 میں دیا جا رہا ہے۔ جناب! ہم سب یک آواز ہو کر آپ سے گزارش کرنا چاہتے ہیں کہ توجہ فرمائیے، یہ صرف ایک شخص کی بات نہیں، ہم سب کی بات ہے۔

جناب چیئرمین، جناب شکریہ جناب جام کرار صاحب۔

Jam Kararuddin: Thank your, sir. Sir, I want to inform the House that on 15th and 16th of this month we had a meeting of Standing Committee on Assurances under the Chairmanship of Fazal Agha. In that meeting Secretary Local Bodies was also present. This issue was also raised in the meeting. Secretary Local Bodies Mr. Maqsood Ahmed Shaikh, clearly told us that so far as the scehmes of 1992 are concerned, those schemes on which 25% work has been started, those schemes would be funded and those schemes have not been funded. Now, my point was that feasibility report was sent to the Government. These schemes were given to the Government by Senators. Now, Sir, it is function of the Government to release

the funds earlier so that the schemes should have been completed. It is not a fault on the part of the Senators or MNAs. Second point was raised about the fund allocation with regard to the schemes of 1992-93, he promised during the meeting that we should allocate the entire fund to all the Senators and MNAs without discretion. He gave the assurance to the Committee. So far the schemes of 1993-94 are concerned, he was silent. The Government was not ready to take it into consideration about the allocation of funds pertaining to the schemes of 1993 and 1994. So, this is the position. Thank you.

جناب چیئرمین، Thank you جناب مٹہ صاحب۔

جناب بشیر احمد مٹہ، جناب چیئرمین! یہ معاملہ کافی serious ہے اور حقیقت یہ ہے کہ گورنمنٹ اس پر ایک policy statement دے دے۔ اس میں کافی پیچیدگیاں ہیں۔ جو caretaker گورنمنٹ آئی تو انہوں نے اس کے بارے میں کچھ نہیں کیا۔ اس کے بعد ہماری میٹنگ ہوئی۔ اس کو کمیٹی میں بھی لیا گیا۔ I was one of the movers۔ آخر میں انہوں نے یہ تجویز کیا کہ آپ جو بھی اپنی سکیمیں submit کریں گے ان پر بھی کرفیو لگا دیا گیا۔ جناب والا! تو پھر ہم اس کو ریلیز کردیں گے۔ اس کے باوجود جناب عالی! ہم نے سکیمیں submit کی ہیں۔ بعض کی تو sanction ہمیں بھی آ گئی ہیں۔ لیکن ابھی ایک ہفتہ پہلے PWD کے انچارج نے مجھے کہا ہے کہ آپ کی سکیم کی sanction تو آئی ہے لیکن گورنمنٹ نے پیسہ ریلیز نہیں کیا۔ اور دوسری بات یہ ہے کہ جو sanction ہو بھی گئی ہیں وہ بھی نہیں ہو رہی ہیں۔ بعض ایسی ہیں جیسا کہ بہرہ ور سعید صاحب کی ہیں۔ ان کی ساخت یہ ہے کہ گورنمنٹ کے ساتھ کیا طے ہوا تھا' ایک چیز بجٹ میں پاس ہو گئی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں ان کو stop کرتا ہوں' نہیں لیتا ہوں' کیں؟ یہ کوئی شہنشاہیت تو نہیں ہے۔ ایک rule اور بجٹ لاء کے تحت ہم operate کرتے ہیں۔ جب بجٹ میں allocation ہوئی ہے تو وزیراعظم جو caretaker گورنمنٹ ہے I do not think that he has the executive authority to amend the legislative efforts of politicians. جو بجٹ ہے وہ اپنی جگہ پر ایک چیز ہے۔ لیکن جو انہوں نے مانی بھی تھیں' اس کے لئے فنڈز دیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ اب confusion ہے with regard to 1993-94۔

وزیراعظم صاحب نے ، میں نے .T.V پر سنا تھا کہ ایک اعلان کیا تھا کہ میں نے اس کو پیپلز ورکس پروگرام میں تبدیل کیا ہے اور اسمبلی کے ممبر کو پچاس لاکھ روپیہ دیں گے اور سینیٹرز کا معاملہ جو caretaker گورنمنٹ نے کر دیا ہے تو caretaker گورنمنٹ نے تو سینیٹرز کا معاملہ بالکل گول کر دیا تھا۔ اس لئے تو کہا تھا کہ جو اب submit کریں گے 93-1992 کی وہ تو میں ریلیز نہیں کروں گا۔ as far as the 1993-94 is concrened جو دوسری گورنمنٹ آئے گی یہ اس کا کام ہے۔ تو دوسری گورنمنٹ جو آئی ہے اس نے سرے سے سینیٹرز کو ignore کر دیا ہے۔ میری استدعا یہ ہے کہ گورنمنٹ اس پر سوچے 93-1992 کے فنڈز کو ریلیز کرنے کے لئے اقدامات اٹھائے اور اس پر comprehensive غور کرے۔ ایسا نہیں کہ وہ مانتے ہیں یا نہیں مانتے۔ جس طرح پارلیمنٹ کی یہ کارروائی چل رہی ہے۔ جناب والا! ایک وزیر کہتا ہے کہ میں oppose نہیں کرتا۔ اس طرح نہیں بلکہ اس پر بیٹھ کر ٹھنڈے دے سے ٹھنڈے دماغ سے غور کریں، اس کے لئے تجویز کریں کہ جو 93-1992 کے فنڈز ہیں، وہ ریلیز کریں تا کہ وہ مکمل ہوسکیں۔ جہاں تک ۹۴-۱۹۹۴ء کا تعلق ہے تو انہوں نے جو اسمبلی والوں کے ساتھ کیا ہے اسکی formal declaration سینٹ کو دی جائیں اس کے بعد جو کنفیوژن پیدا ہوگئی ہے انہوں نے یہ کہہ دیا ہے کہ سینٹ کا معاملہ تو معین قریشی نے کیا ہے، معین قریشی نے تو سینٹ کا معاملہ بگاڑا ہے بنایا نہیں ہے۔ یہ جو وزراء صاحبان بیٹھے ہیں I don't know کون انچارج ہے اور کون نہیں، یہ تو آپس میں گپ لگا رہے ہیں۔ I don't know whether they are even receptive. اس پر غور کرکے اس کا تدارک کریں۔

جناب چیئرمین: .Thank you جناب شہزاد گل صاحب۔

جناب شہزاد گل: جناب! بات ایسی ہے جو میں ہاؤس کے سامنے لانا چاہوں گا کہ ۹۳-۱۹۹۲ء کے دوران میں نے مردان ضلع کے لئے جو سکیمیں دی تھیں وہ ساڑھے بائیس لاکھ روپے کی تھیں، جو فنڈز تھے وہ صوبائی حکومت کو منتقل ہوئے۔ اسی طرح ۹۲-۱۹۹۱ء کی باقی سکیموں کے پیسے گئے اور صرف ایک سکیم کے چار لاکھ روپے رہ گئے اور ۶۹ لاکھ روپے میرے ۹۳-۱۹۹۲ء کے تھے جو چارسدہ ڈسٹرکٹ کے تھے اور کچھ مردان ڈسٹرکٹ کے لئے تھے۔ یہ ساڑھے پچانوے لاکھ روپے تھے، یہ صوبائی حکومت کو گئے۔ ۳۰ جون گزر گیا، اب وہ کہتے ہیں کہ ۳۰ جون کے بعد revised sanction ضروری ہوتی ہے۔ اب وہ کہتے ہیں کہ پیسے ہمارے پاس ہیں۔ صوبائی حکومت کو گئے ہیں لیکن اس کے لئے مرکزی حکومت یعنی خزانہ ڈیپارٹمنٹ سے دوبارہ revised sanction کی ضرورت ہے، وہ اجازت دیں کہ پیسے ریلیز کردو۔ پیسے صوبائی حکومت کے پاس گئے ہوئے ہیں

لیکن وہ ریلیز تب ہوں گے جب یہاں سے وزارت خزانہ لکھے گی۔ اب یہاں پر لوکل گورنمنٹ ڈیپارٹمنٹ کے پاس جائیں تو وہ کہتے ہیں کہ ہم نے reminders متعلقہ ڈیپارٹمنٹ کو بھیجے ہیں' ہم reminders بھیج رہے ہیں لیکن وزارت خزانہ اس پر کوئی عملدرآمد نہیں کر رہا۔ محترم وزراء صاحبان خاص کر اقبال حیدر صاحب تو ہمارے سینیٹر ہیں ان کے بھی فنڈز اسی طرح نہیں ہوئے' یہ بھی اپنے صوبے میں ذمہ دار ہیں' ان پر بھی ذمہ داری ہے' یہ بھی اس پر جھگڑا کر سکتے ہیں' اس معاملے کو وزارت خزانہ کے ساتھ اٹھایا جائے تاکہ revised sanctions دوبارہ ہو جائیں تاکہ وہ پیسے جلد ریلیز ہو سکیں۔

جناب چیئرمین: جناب سید احسان شاہ صاحب۔

سید احسان شاہ: یہ بہت اہم مسئلہ ہے۔ میرے اپنے ۹۲-۱۹۹۱ء کے فنڈز ایک کروڑ چالیس لاکھ روپے گورنمنٹ نے دیئے تھے' میرے خیال میں اس میں-------

جناب چیئرمین: بار بار کہتے ہیں ایک کروڑ چالیس لاکھ جو دیئے تھے وہ گزشتہ اسمبلی نے پاس کئے تھے۔ یہ وضاحت کر دوں کہ-----

(مداخلت)

سید احسان شاہ: اقبال حیدر صاحب نے کہا کہ میں اس پر statement دوں گا' تو میری آپ سے گزارش ہے کہ انہیں موقع دیں کہ وہ اس پر statement دیں۔

جناب چیئرمین: جناب فصیح اقبال صاحب۔

سید فصیح اقبال: جناب چیئرمین! شکریہ۔ اصل میں ہوا یہ ہے کہ سینٹ کے بارے میں جو بھی باتیں اس لائن سے آئی ہیں' اس سائیڈ سے' میں دیکھ رہا ہوں کہ ان کا رویہ ہمیشہ سینٹ کے ساتھ ہتک آمیز رہا ہے۔ یہ گورنمنٹ ہو یا پہلی گورنمنٹ ہو' جب کیئرٹیکر گورنمنٹ کو یہ اختیار ہی نہیں تھا کہ پاس ہوا بجٹ ۹۴-۱۹۹۳ء کا وہ suspend کر سکے' ایک غیر قانونی کام خود انہوں نے کیا' دوسری چیز یہ کہ انہوں نے سینٹ کا جو بڑا ایک کام کر کے کہا کہ جو identify کی ہیں آپ نے' جو سکیمیں چل رہی ہیں' وہاں کی صوبائی حکومتوں نے کہا کہ انہیں بند کرنا بہت نقصان دہ ہوگا' تو حکومت کا پیسہ لگ گیا ہے' اور جتنی ایجنسیاں تھیں فرنٹیئر میں پاک پی ڈبلیو ڈی' میرے صوبے میں پاک پی ڈبلیو ڈی اور صوبائی لوکل گورنمنٹ' کسی سینیٹر نے اپنا کام کسی جگہ نہیں کیا اور یہ غلط فہمی ہے۔ جب صوبائی حکومت کی بات کو نہیں مانا انہوں نے اور کوئی مینڈیٹ نہ

ہوتے ہوئے انہوں نے یہ کیا' اب جب کبھی فیصلہ ہوتا ہے' ہمارے کچھ خوشبو دار سیکرٹری' جب بھی نیشنل اسمبلی کا نام آتا ہے' پارلیمنٹ کا' وہ نیشنل اسمبلی کے لئے جھگڑا کھڑا کر دیتے ہیں' سینٹ کو ہٹا دیتے ہیں۔ ابھی کمیٹیز کے چیئرمینوں کا ہوا ہے' مجھے پتہ چلا ہے کہ سینٹ اس میں شامل نہیں ہے۔ ہم سخت احتجاج کرتے ہیں اور وزیر اعظم سے احتجاج کرتے ہیں ان وزراء کے ذریعے کہ پارلیمنٹ کا مطلب یہ ہے کہ نیشنل اسمبلی اور سینٹ --- آپ جس ہاؤس میں بیٹھے ہیں آپ کی اپنی نمائندگی یہاں پر خطرے میں ہے۔ ورنہ یہاں پر آپ کیا کر رہے ہیں؟ اگر آپ یہاں پر بیٹھے ہیں تو اس لئے کہ یہ پارلیمنٹ کا حصہ ہے۔ آپ یہ دیکھیں کہ سینٹ کے ۹۴-۱۹۹۳ء اور individual cases میں سب کے ساتھ ہمارے لوکل گورنمنٹ والے ہرممبر کے ساتھ اسی طرح کر رہے ہیں۔ سب کیسز رکے ہوئے ہیں' کوئی کام نہیں ہو رہا۔ اور جتنا پیسہ لگ گیا ہے اس وقت سکیموں میں' تمام لوگوں کا نقصان ہو رہا ہے' اور provincial ADP اور National ADP کا یہ پانچ فیصد ہے۔ آپ اندازہ کریں چیئرمین صاحب! اگر یہ لوگ elected نمائندوں کو پانچ فیصد بھی نہیں دے سکتے تو یہ کیسی حکومت ہے۔ سرتاج عزیز صاحب بھی بیٹھے ہوئے ہیں' یہ پچھلی کیئر ٹیکر حکومت میں تھے اس وقت بھی یہی گڑ بڑ ہوئی تو میں آپ سے کہتا ہوں کہ اس سلسلے میں کوئی House کمیٹی بنائیں۔ یہ منسٹر ایک بات کیبنٹ میں کرتے ہیں' کیبنٹ میں فیصلہ کچھ اور ہوتا ہے' ٹیلیویژن پر خبر کچھ اور ہوتی ہے اور ہمارے پاس کچھ اور آتی ہے۔

جناب چیئرمین: شکریہ جناب۔ آپ تو بات کر چکے ہیں' آپ پھر بات کرنا چاہ رہے ہیں۔ نہیں' اور بھی لوگ ہیں اس معاملے میں۔ جناب حافظ حسین احمد صاحب۔ اس کے بعد لاہنسٹر صاحب۔

حافظ حسین احمد: جناب چیئرمین! شکریہ۔ جناب! اپنی کم علمی کا مجھے اعتراف ہے۔ میں نے آئین کو چھان مارا ہے' لیکن اس میں کہیں ہمیں پارلیمنٹ کے کسی ایسے اختیار کا پتہ نہیں چل سکا ہے۔ میں گزارش کروں گا کہ کچھ دیر پہلے بھی ہم بات کر رہے تھے اسی مسئلے پر اور ہماری تحریک استحقاق بھی تھی۔ میں سمجھتا ہوں کہ کبھی پیپلز پروگرام بنتا ہے' تو کبھی تعمیر وطن' کبھی ایک طرف والوں کے لئے ایک کروڑ چالیس لاکھ ہوتے ہیں' اور کبھی دوسری طرف والوں کے لئے۔ میں نے پچھلی دفعہ بھی عرض کیا تھا کہ مجھے ایک خط ملا' اور میں نے ایک نسیم صاحب نامی سیکرٹری کو فون کیا' ان کا نمبر بھی تھا' میں نے ان سے کہا کہ سینیٹر حسین احمد بول رہا ہوں' آپ نے جو لیٹر بھیجا ہے' انہوں نے کہا کہ آپ کے ایک کروڑ چالیس لاکھ ہیں' میں نے کہا میں حافظ حسین احمد بول رہا ہوں' اس نے کہا کہ سوری جی! آپ کے پچاس لاکھ ہیں۔ تو میں

گزارش کر رہا ہوں کہ اگر یہ سیاسی رشوت ہے تو خدا کے لئے ہمارے سارے سینیٹرز بیٹھ کر اس کو ختم کر دیں اور اگر یہ نہیں ہے تو پھر مساوی طور پر اس کے لئے کوئی راستہ ڈھونڈا جائے۔ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ عوام یہ سمجھتی ہے کہ ان کے فنڈز کے لئے سفارشات کہیں سے ہو رہی ہیں لیکن صاحب! یہ فنڈز کھا رہے ہیں۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ اقبال حیدر صاحب کل تک محروم تھے، آج حکومت میں ہیں، بہرہ ورسعید صاحب حکومت سے مستفید ہو رہے تھے لیکن آج یہ پریشان ہیں لیکن ہم کیا کریں جناب۔ ہمارے لئے تو دونوں حکومتوں میں یہی صورتحال رہی۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ ضیاء الحق کے دور میں یہ شروع ہوا تھا، اس لئے اگر یہ باقیات ختم کرنا چاہتے ہیں تو اس کو ختم کرنے کے لئے کوئی اور طریقہ نکالا جائے۔ تاکہ کم از کم روزانہ ہم اس مسئلہ پر نہ الجھیں۔

جناب چیئرمین، شکریہ جناب۔ جناب بوستان علی ہوتی صاحب۔

جناب بوستان علی ہوتی، شکریہ جناب۔ میں دو چار منٹ لوں گا۔ اس لئے کہ یہ مسئلہ آپ جانتے ہیں کہ کیئر ٹیکر وزیر اعظم کا تھا۔ آئے تو وہ انتخابات کرانے کے لئے تھے، اور تمام لوگوں کو، معزز ایوان کو، سب کو پتہ ہے کہ ان کا کام انتخابات کرانا تھا اور انہوں نے قانون نافذ کرنے شروع کئے disqualification کے۔ ایک یہ ہے کہ اگر کوئی سڑک بن رہی ہے فنڈز سے، اور جو آدمی الیکشن میں حصہ نہیں لے رہا اس کو دے دیا جائے گا، باقی تمام لوگوں کو نہیں دیئے جائیں گے۔ میرا کہنے کا مقصد یہ ہے کہ جب الیکشن کرایا ہے کیئر ٹیکر وزیر اعظم نے، اب پاور ٹرانسفر ہو گئی ہیں تو اب آپ اپنا رونا چھوڑیں، ہمارے پروجیکٹ رکے ہوئے ہیں، میرے پروجیکٹ سرسید یونیورسٹی کراچی کے اندر ہیں، جس میں میرا ۸۰ لاکھ روپیہ ریلیز ہوا تھا، وہ روک دیا گیا۔ اب آپ مہربانی کریں، اس لئے کہ اگر آپ اس بات کو کھولیں گے کہ کیئر ٹیکر وزیر اعظم نے کیا کیا، تو آپ نے باقی تمام کام کو بھی تو مانا ہے، پاورز ٹرانسفر ہو گئی ہیں، تو میں سمجھتا ہوں کہ جو اسمبلی یا سینیٹ کا ممبر الیکشن لڑ رہا تھا اور اس کے فنڈز روکے گئے، اس کو فوراً فنڈز دیں۔ اب بقیہ سینیٹ کے تمام ممبران کے جو پراجیکٹ شروع تھے، جہاں پر کام ہو رہا تھا، ان پر مہربانی کرکے فنڈز بحال کریں۔

جناب چیئرمین، شکریہ۔ میرا خیال ہے لالیکا صاحب! کافی ہو گیا ہے۔ آپ کو وقت مل چکا ہے، میرے خیال میں بیٹھیں۔

جناب عالم علی لالیکا، میں عرض کروں گا کہ

امیر کو ہے جان پیاری

فقیر کو ہے دم بھاری

اب ہم جو ۲۰ مارچ کو ریٹائر ہو رہے ہیں' ہاؤس کے اندر ہوتے ہوئے اگر ہم اتنے بے کس اور لاچار ہیں تو ہاؤس کے باہر جا کر ہم کتنے لاچار ہو جائیں گے جناب والا۔

جناب چیئر مین، جناب بہرہ ور سعید صاحب۔

اخونزادہ بہرہ ور سعید، مجھے خوشی ہوئی کہ میری طرح اس چمن کے سب ہی بلبل داغ لئے جا رہے ہیں۔ میری گزارش یہ ہے کہ اس سے تو کوئی فرق نہیں پڑتا کہ حکومت نے کسی کو پچاس لاکھ دیئے ہیں' کسی کو دو کروڑ دیئے ہیں' اس لئے کہ سابقہ حکومت نے پیپلز پروگرام میں اپنی پارٹی کے لوگوں کو دیئے' باقی کسی کو کچھ نہیں دیا۔ اس کا گلہ میرے حافظ صاحب نے نہیں کیا' بہر کیف مسئلہ یہ ہے کہ ۹۲-۱۹۹۱ء کی میری سکیمیں ہیں' وہ مکمل ہیں۔ ان میں سے جو pending ہیں وہ فنڈز کی وجہ سے ہیں۔ اس کے لئے کیا گیا ہے جو مکمل ہیں' اس کا مطلب یہ ہے کہ جو ٹھیکیدار ہے جس نے کام کیا ہے وہ کورٹ میں جائے۔ یہ ساری وہ سکیمیں ہیں جس کے فنڈز ایک کروڑ چالیس لاکھ منظور ہو چکے ہیں۔ کچھ بھیجے ہیں' ۸۲ لاکھ صوبائی حکومت کو بھیجے ہیں' بقایا بھیجنے تھے کہ اتنے میں ایک وزیر اعظم صاحب چلے گئے' اس کے بعد بندیال صاحب آ گئے' کوئی اور بھی آ جائے تو مسئلہ یہ ہوا کہ نہیں۔ اس وقت طے کیا گیا جیسے ابھی بوستان علی صاحب نے فرمایا کہ جو الیکشن میں حصہ لے رہے ہیں ان کے فنڈز فی الحال بند ہیں' باقیوں کے نہیں ہیں' مجھے یہ خوشی ہے کہ یہ سب میرے ساتھ شریک ہیں سوائے میرے۔

(مداخلت)

اخونزادہ بہرہ ور سعید، میرا مسئلہ ہرگز الگ نہیں ہے' میں سینیٹر ہوں' سینیٹر تھا' الیکشن میں لڑا ہوں کوئی گناہ نہیں ہے' بوستان علی صاحب! اس کو آپ الگ نہ کیجئے۔ میں عرض کر رہا ہوں کہ جو ۹۲-۹۱ کی ریلیز کے پیسے نہیں دیئے' پیسے وہاں پہنچ گئے ہیں وہ نہیں دیئے جا سکتے اس لئے سٹاپ کئے جاتے ہیں۔ دوسرا ۹۳-۱۹۹۲ء کی جو میری سکیمیں ہیں وہ منظور شدہ ہیں اور ان کے پیسے صوبائی گورنمنٹ کو بھیجے گئے' بقایا بھیجنے تھے وہ بھی سٹاپ ہو گئے الیکشن کی وجہ سے۔ اب الیکشن ختم ہو گیا ہے' ایک مہینہ بلکہ تقریباً ڈیڑھ مہینہ ہو گیا ہے میں نے گورنمنٹ کو درخواست دی ہے۔ اس نے سمری بھیج دی ہے اوپر' پتہ نہیں کہاں گئی ہے۔ آپ کتنی مہلت مانگتے ہیں۔ ان کا کیا جاتا ہے۔ اقبال حیدر صاحب کی بڑی مہربانی ہے کہ انہوں نے سچ فرمایا کہ کاغذ

چھاپنے ہیں۔ چھاپو' اور نوٹ چھاپتے رہو' کچھ نہیں ہوتا۔ آپ کا کیا جاتا ہے پاکستان پر بوجھ بڑھے گا۔ شکریہ۔ یہ آپ فیصلہ کیجیئے جناب۔ یہ مسئلہ آپ کا بھی ہے اور یہ مسئلہ میرا بھی ہے' یہ مسئلہ باقی سینیٹروں کا بھی ہے۔ میں اس سے اختلاف کرتا ہوں کہ میرا مسئلہ الگ ہے۔ الیکشن ختم ہو گئے' میں سینیٹر ہوں۔

جناب چیئرمین : صحیح ہے۔ لاہنسٹر صاحب! اس کے مختلف پہلو آپ نے سن لئے جو ایشو رہ گئے ہیں وہ بتا دیں۔

سید اقبال حیدر : شکریہ جناب چیئرمین۔ اس میں پہلا پہلو تو ہمارے محترم اخونزادہ بہرہ ور سعید صاحب نے اٹھایا ہے کہ جن سینیٹر حضرات نے انتخابات میں حصہ لیا تھا کیئر ٹیکر حکومت نے ان کے development funds freeze کر دیئے تھے' اس کی ڈائریکٹ implication یہ بھی نکلتی ہے جناب چیئرمین! کہ باقی سینیٹرز کے فنڈ جاری تھے جس سے مجھے یہ تاثر ملتا ہے اور اس وقت اس دوران میں ایک سرکلر کیئر ٹیکر گورنمنٹ سے بھی ملا تھا کہ ۳۰ ستمبر تک ہم تمام اپنی سکیمیں پہنچا دیں' ۲۲ یا ۳۰ ستمبر تک کے لئے تو جہاں تک دیگر سینیٹرز کا تعلق ہے' میں سمجھتا ہوں کہ ہماری حکومت نے کوئی ایسا ایکشن نہیں لیا ہے جس میں کہ کسی سینیٹر کے development funds جوکہ sanction ہو چکے ہیں یا announce ہو چکے ہیں یا budgeted ہو چکے ہیں ان کو روکنے کی کوئی تجویز نہیں ہے بلکہ وہ فنڈز جوکہ کیئر ٹیکر گورنمنٹ نے روکے تھے ان کو release کرانے کے لئے میں پوری assurance دیتا ہوں کہ وہ آپ کے ریلیز ہوں گے۔ کوئی سوال ہی نہیں پیدا ہوتا ان کے ریلیز نہ ہونے کا۔ میری صرف آپ سے یہ گزارش ہے کہ چونکہ یہ بہت اہم مسئلہ ہے' تمام سینیٹر بشمول میرے اس سے متاثر ہوئے ہیں تو میری تجویز یہ ہے اور مجھے نہیں معلوم کہ کہاں تک یہ قابل عمل ہوگی' کہ ہم لوکل گورنمنٹ سے کہیں کہ ایک proper بریفنگ دے' ان کے دفتر میں بیٹھ کر تمام سینیٹر حضرات جن کی سکیمیں ماضی میں رہی ہیں اور ان کے بارے میں کیا کیا development ہوئی ہے' کس حد تک اس پر عمل درآمد ہوا ہے' کس حد تک نہیں ہوا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس تجویز پر شاید آپ کو اور ہمیں ڈائریکٹ انفارمیشن لوکل گورنمنٹ سے مل جائے گی اور کسی حد تک شکایات کا ازالہ ہو سکے گا اور پھر بھی اگر کوئی شکایات باقی رہیں تو اس کے لئے ہم حاضر ہیں ہم اس طرح کے کوئی-------

جناب چیئرمین : میرا خیال ہے کہ یہ مناسب ہے اس میں جو چار پانچ ایشو سامنے آئے ہیں' ایک تو یہ ہے کچھ حضرات کا یہ کہنا ہے کہ جو پرانی اسکیمیں ہیں ۹۲-۱۹۹۱ء اور ۹۳ کی' ان کی سکیمیں مکمل ہو چکی ہیں یا آدھے سے زیادہ ہو چکی ہیں' ان کے فنڈز رکے ہوئے ہیں۔ کچھ حضرات نے کہا ہے کہ پراونشل گورنمنٹ کو پہنچ

چکے ہیں لیکن centre کی طرف سے sanction باقی ہے اور وہ ابھی تک نہیں آئی۔

سید اقبال حیدر، مجھے ایک بات سمجھ میں نہیں آتی۔

جناب چیئرمین، دوسری بات یہ ہے کہ جس کا دس فیصد ہوا ہے اس کا کیا ہوگا۔ تیسرا یہ ہے کہ مثلاً ایک سینیٹر کے جو allocated فنڈز ہیں وہ پچاس لاکھ ہیں، پچیس لاکھ تو ongoing سکیم میں ہیں ۲۵ لاکھ unutilized پڑے ہیں، اس کا فیصلہ گورنمنٹ نے کرنا ہے کہ کیا کرنا ہے۔ پھر یہ ہے کہ کچھ نئے سینیٹرز آئے ہیں، امداد اعوان صاحب ہیں، دوسرے ہیں، جنہوں نے ابھی تک کوئی utilize نہیں کیا، وہ ابھی آئے ہیں، وہ بھی نمائندے ہیں، ان کے فنڈز کا کیا فیصلہ آپ نے کرنا ہے۔ پھر یہ ہے کہ جو پرانے سینیٹرز ہیں ان کا آپ نے کیا کرنا ہے مثلاً بہرہ ور سعید صاحب ہیں، ان کا مسئلہ یہ ہے کہ ان کے فنڈز روک دیئے گئے تھے ایک exception کے طور پر کیونکہ وہ الیکشن لڑ رہے ہیں۔ اب الیکشن تو ختم ہو گیا ہے، ان کے بارے میں کیا فیصلہ کرنا ہے۔ تو اس میں آپ ان سے مشورہ کر لیں، بریفنگ بھی مناسب ہے۔ اگر آپ مناسب سمجھیں کہ میں statement بنا کر دوں تو وہ بھی مناسب ہے۔ آپ مشورہ کرکے ہمیں بتا دیں کہ کیا آپ کرنا چاہ رہے ہیں۔ ٹھیک ہے جی۔

سید اقبال حیدر، بجا۔ بہت شکریہ۔ بریفنگ کی تو یہ کوشش ہوگی کہ اگلے ہفتے میں اگلے اتوار یا پیر کو بریفنگ کروا لیں۔ اس دوران proper بریفنگ کے لئے ضروری ہوگا کہ تمام معزز سینیٹر حضرات کی جو سکیمیں ہیں، جو شکایتیں ہیں، اگر فرداً فرداً مل جائیں تو منسٹری یہ نہ کہے کہ ہمیں اس کے بارے میں معلوم نہیں ہے۔ یہ میری تجویز ہے بالکل کھلے دل سے کہ اگر ہم پہلے سے انہیں بتا دیں کہ ان سینیٹر حضرات کو شکایات ہیں ان کی مندرجہ ذیل اسکیموں کے بارے میں تو Ministry will be well prepared before hand to give proper answer.

جناب چیئرمین، I think آپ نے بھی نوٹ کر لیا ہے کہ کیا کیا ایشوز ہیں۔

سید اقبال حیدر، جی ہاں۔ ان تمام نکات کو ہم لیں گے اور ان کا جواب دیں گے۔

جناب چیئرمین، یہ سارے مسئلے اب سامنے ہیں، وہ discuss کرکے پھر ہمیں بتا دیں گے کہ کیا پالیسی ہے۔ These are policy issues. Next حافظ حسین احمد صاحب۔

اخونزادہ بہرہ ور سعید، کب ہمیں یہ بتائیں گے۔

جناب چیئرمین، Within the week یہ آپ کو بتائیں گے۔

Within the next seven days. Hafiz Hussain Ahmed Sahib, No. 4, on the alleged failure of the Government to install telephone connections.

PRIVILEGE MOTION REGARDING DELAY IN PROVISION OF TELEPHONE CONNECTIONS RECOMMENDED BY THE SENATOR

حافظ حسین احمد، شکریہ جناب چیئرمین! تحریک استحقاق۔ رکن سینٹ کی حیثیت سے مجھے فراہم کردہ ماہانہ ٹیلیفون کوٹہ کے اختیار کے تحت میں نے بائیس اپریل ۱۹۹۳ء سے پانچ جولائی ۱۹۹۳ء تک اٹھارہ ٹیلیفون اور ایک پی سی او وی ایچ ایف ٹیلیفون کا کوٹہ ٹیلیفون سروسز سنٹر اسلام آباد میں جمع کرایا۔ ہنوز ٹیلیفون کوٹہ کے کاغذات کوئٹہ اور دیگر متعلقہ شہروں میں نہیں پہنچ سکے ہیں۔ ٹیلیفون کی تنصیب تو دور کی بات ہے کوٹہ فارم اور وی آئی پی ٹیلی کام سروس سنٹر کاپیاں بھی، جو منسلک ہیں، ابھی تک متعلقہ سنٹر میں نہیں پہنچ سکی ہیں۔ اس سے میرا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ اس تحریک کو منظور فرما کر استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

جناب چیئرمین، اس کو کون deal کرے گا۔

سید اقبال حیدر، جناب چیئرمین! اس کو میں technical بنیاد پر oppose کروں گا۔ ویسے factualy میں ایک statement بعد میں دینا چاہوں گا جو کہ شاید ان کو پسند آئے۔

جناب چیئرمین، جی فرمائیں حافظ صاحب! مزید وضاحت کرنا چاہیں گے۔

حافظ حسین احمد، جناب چیئرمین! اصل میں وہ واحد اختیار جو سینیٹر کی حیثیت سے ہمیں حاصل ہے اس کے تحت ۲۲ اپریل ۱۹۹۳ء--------

جناب چیئرمین، اختیار تو آپ کو قانون سازی کا بھی ہے، Privilege Motion raise کرنے کا ہے، Adjournment Motion کا ہے، یہ واحد اختیار کہاں سے آ گیا۔ اختیارات تو بہت ہیں۔

حافظ حسین احمد۔ میں سمجھتا ہوں کہ بحیثیت سینیٹر میرا استحاق مجروح ہوا ہے اور اگر یہ پہنچ بھی جاتے تو بھی جناب ایک مسئلہ بنا ہوا ہے، کہتے ہیں کہ ہمارے پاس جگہ نہیں ہے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ اگر جگہ

نہیں تو اسی لئے تو آپ نے سینئر کو یہ دیا ہے کہ وہ ان کو ترجیحی بنیادوں پر ٹیلیفون لگوا دیں۔ اور ایسے علاقوں میں جہاں پر کہتے ہیں جی کہ نہیں ہے وہاں اگر کچھ مشیر اعلیٰ یا کچھ مشیر یا کچھ وزیرقسم کے لوگ وہاں جائیں اس ایریا میں ایک دن کے اندر وہاں پر ٹیلیفون لگ جاتا ہے۔ تو یہ بات سمجھ میں نہیں آتی کہ وہاں پر بالکل گنجائش ہی نہ ہو۔ وہاں ایک ہی گلی میں ایک دن میں دس ٹیلیفون لگ سکتے ہیں اور ایک سینئر کے کوٹے کے ٹیلیفون چھ چھ مہینے اور سات سات مہینے نہیں لگ سکتے۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ تحقیق کریں کہ واقعی اگر ہم نے 22 اپریل کو یہ جمع نہیں کرائی تو وہ گئیں کہاں سے۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ تحریک استحقاق ہے اور یہ اصل میں میرا مسئلہ نہیں ہے۔ بلکہ جتنے بھی سینئر ہیں ان کا یہ مسئلہ ہے۔ اور وہ یہی کہیں گے کہ جنھوں نے بھی جمع کئے ہیں، جو متعلقہ ہیں ان تک نہیں پہنچیں ۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ مہربانی کر کے کمیٹی کے سپرد کی جائے تا کہ اس کی چھان بین ہو سکے اورمستقل اس کا تدارک ہو سکے۔

جناب چیئرمین۔ جناب لاءمنسٹر صاحب۔

سید اقبال حیدر۔ شکریہ جناب چیئرمین! شاید اس کی ضرورت نہ پیش آئے۔ حافظ صاحب نے جو موشن اٹھایا ہے آپ کی نئی حکومت آپ کو نئے سال کا بہت اچھا تحفہ دینے والی ہے ۔ جس سے کہ آپ کا نیا سال خوشیوں سے ہی شروع ہوگا۔ جہاں تک آپکے پی سی اوز کا تعلق ہے، انشاء اللہ تعالیٰ وہ جنوری سے شروع ہو گا۔ اس کی تاخیر کی ایک وجہ تھی جناب چیئرمین! کہ وی ایچ ایف سیٹ کی دستیابی میں کمی تھی، ابھی ان سے بات کی ہے، انہوں نے مجھے امید دلائی ہے کہ جنوری کے مہینے کے جو پی سی اوز ہیں long distance بھل مراد محمد، ڈسٹرکٹ خضدار میں، انشاء اللہ تعالیٰ جنوری میں پی سی اوز پر کام شروع ہو جائے گا۔ اور آپ کے لئے یہ عزت ہے۔ دوسرا یہ ہے کہ آپ نے ٹیلیفون کی پینتیس درخواستوں پر سفارشیں کی تھیں، جس میں سے سات ٹیلیفون لگ چکے ہیں۔ بائیس ٹیلیفون کے ڈیمانڈ نوٹس جاری ہو چکے ہیں اور چھ ٹیلیفون صرف آپ کے باقی رہے ہیں، جن کی آپ نے سفارش کی تھی۔ اس پر بھی ہم نے احکامات جاری کئے ہیں کہ یہ ترجیحی بنیاد پر جلد از جلد کئے جائیں تا کہ جو نیا سال ہے ذرا اچھے طریقے سے شروع ہو۔ میں ایسے حالات میں سمجھوں گا کہ اب اس کو press کرنے کی ضرورت پیش نہیں آئے گی۔ اور کوئی بھی شکایت ہے تو ہم حاضر ہیں۔

جناب چیئرمین۔ اب کیا press کریں گے۔ اب تو وہاں جا کر ٹیلیفون کریں گے۔ کیوں حافظ صاحب؟

حافظ حسین احمد۔ شکریہ جناب ۔ وزیر قانون صاحب نے ہمیں نئے سال کے تحفے کی بات کی ۔

نئے سال کے لوازمات سے اللہ بچائے۔ مجھے تو ڈر لگتا ہے ۔ بہرحال میں گزارش کروں گا جہاں تک انہوں نے لکھی ہوئی باتیں پڑھی ہیں اسے میں چیلنج کرتا ہو۔ بائیس ٹیلیفون کجا اگر وہ دو ٹیلیفون کے ڈیمانڈ نوٹس کی بات کریں کیونکہ ایک ہفتہ پہلے میں نے خود وہاں پر G.M کو ٹیلیفون ایکسچینج سے پتہ کیا۔ انہوں نے کہا کہ ہمارے پاس نہیں آئی ہیں۔

جناب چیئرمین۔ بہرحال آپ دو چار دن اور انتظار کرلیں۔

حافظ حسین احمد۔ نہیں، میں گزارش کرتا ہوں کہ اپریل، مئی، جون، جولائی، اگست، ستمبر-----

جناب چیئرمین۔ وہ بات تو صحیح معلوم ہوتی ہے کہ جب نیشنل اسمبلی dissolve ہو گئی اور چونکہ ایم این اے کوٹہ لکھا ہوا تھا۔

حافظ حسین احمد۔ جناب! ہم نے تو Senators کوٹہ میں کہا تھا، ہمارے لئے جو فارم ہیں۔

جناب چیئرمین۔ مہر صرف ایم این اے کوٹے کی ہے۔

حافظ حسین احمد۔ میں اس کا ذمہ دار نہیں ہوں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اسے آپ استحقاق کمیٹی کے سپرد کریں۔ ظاہر ہے ہر ٹیلیفون کے لئے جب ہم کوٹہ دیں گے اس کے ساتھ ہم تحریک استحقاق دیں گے۔

جناب چیئرمین۔ بہرحال دو چار دن دیکھ لیتے ہیں۔ آپ اس کی بھی تحریک کرلیں۔ انہوں نے فرمایا ہے کہ 18 ٹیلیفونوں کے ڈیمانڈ نوٹس issue ہو چکے ہیں۔ چیک کرلیں وہ بھی دیکھ لیتے ہیں۔

حافظ حسین احمد۔ سینٹ کے جتنے بھی ممبران ہیں۔ ظاہر ہے انہوں نے جو جمع کئے ہیں وہ یہاں سے نکلے نہیں ہیں۔ ڈی جی آفس اسلام آباد بھی نہیں پہنچے میں نے یہ تمام تحقیق کی ہے اور میں نے بھی تقریباً تمام کاپیاں جو ہیں ان کے ساتھ لگا دیں، یہ 22 اپریل ہے جی۔

جناب چیئرمین۔ جب لاءمنسٹر صاحب statement دے رہے ہیں ۔ اگر غلط ہو گی تو ان کی پکڑ ہو جائے گی۔ جن لوگوں نے غلط انفارمیشن دی ہے۔

حافظ حسین احمد۔ میں چیلنج کر رہا ہوں کہ غلط ہیں۔

جناب چیئرمین۔ ہم دیکھ لیتے ہیں، دو چار دن اور دیکھ لیتے ہیں۔ آپ بھی اس کو ایک دفعہ اور چیک کرلیں، یہ بھی چیک کر لیتے ہیں۔

سید اقبال حیدر۔ میں عرض کر رہا ہوں کہ اگر اس بیان میں کسی قسم کی غلطی ہوئی ہے تو میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ اس آفیسر کے خلاف سخت کارروائی کرنے کا میں ذمہ لیتا ہوں۔ اور جو اس نے commitment کی ہوئی ہے 22 کی، اس میں سے 21 بھی ہوئے تو اس سے وہ commitment پوری کروا کر رہوں گا کیونکہ میں جواب دہ ہوں اس ایوان کے سامنے اور اگر وہ ہمیں غلط انفارمیشن دیں گے، جھوٹی بات کہیں گے تو ان کے خلاف انضباطی کارروائی سخت ترین ہو گی اور آپ کے حق کی تلافی ڈبل کراؤں گا۔

جناب چیئرمین۔ شکریہ تھوڑے دن انتظار کر لیتے ہیں۔

حافظ حسین احمد ۔ شکریہ۔ میں یہی گزارش کروں گا کہ یہاں پر ٹیلیفون لگنا دور کی بات ہے۔ ڈیمانڈ نوٹس جاری کرنا اس سے دور کی بات ہے۔ وہاں جا کر اس جگہ یہ دیکھنا کہ یہاں پر کوئی pair ہے، الگ بات ہے۔ میں کہہ رہا ہوں کہ وہ یہاں سے کوئٹہ پہنچے۔

جناب چیئرمین۔ چیک کر لیتے ہیں۔ جب وزیر صاحب یہ بیان دے رہے ہیں ذمہ داری کے ساتھ تو پھر مناسب ہے کہ انتظار کر لیا جائے۔ آپ بھی تحقیق کر لیں وہ بھی کر لیتے ہیں۔ آپ بھی کر لیں تا کہ دو چار دن کے بعد دوبارہ ہمیں بتا دیں کہ وہاں سے کیا ہوا ہے۔ اب ہم آگئے Adjournment Motion پر۔ یہ سید فضل آغا صاحب کا ہے۔ موجود نہیں ہیں تو۔

that stands dropped. Again Syed Muhammad Fazal Agha, absent, stands dropped. Prof. Khurshid Ahmed Sahib, No.11, on the reported deployment of Indian Security Forces along the Sindh Border.

تو پھر باقی بھی اگلے دن رہے۔ باقی بھی آپ ہی کے ہیں۔ پھر اور کوئی، ایجنڈا تو بہت آگے ہے۔

Now, we come to the further discussion on item No.2. Further discussion on the following motion moved by Mr. Muhammad Tariq Chaudhry on the 30th of August, 1992, discussion on the Agriculture Policy of the Government.

(مداخلت)

پروفیسر خورشید احمد ۔ آپ کو بھی اور حکومت کو بھی حسب سعادت، جو آپ کو پروگرام ملا ہے، پچھلے ہفتے میں صرف تین دن چلے گئے ہیں اور پانچ دن کام نہیں ہو سکا۔ یہ نامناسب ہے میرے خیال

میں پانچ سے ------

(مداخلت)

جناب چیئرمین۔ آپ بحث کر لیں۔ جو آپ فیصلہ کریں گے وہ مجھے منظور ہے۔ جناب جبار صاحب۔

میر عبدالجبار۔ شکریہ جناب چیئرمین صاحب! یہ واقعی دکھ سے کہنا پڑتا ہے کہ سینٹ میں جب بھی پرائیویٹ ممبر ڈے آیا ہے تو ہمارا بزنس پرائیویٹ ڈے کا کبھی بھی مکمل نہیں ہوا۔ آج تو اس کا آغاز ہی نہیں ہو سکا۔

جناب چیئرمین۔ نہیں، نہیں شروع کر دیا ہے ہم نے۔ اب ایگریکلچر پالیسی ہے۔

میر عبدالجبار۔ میرا کہنے کا مطلب یہ ہے جناب، میری بات تو مجھے مکمل کرنے دیں، میری بات تو ----

جناب چیئرمین۔ جناب! مکمل کر لیں۔ ایک منٹ، ان کی بات تو مکمل ہو جائے یا جو ابھی فی الحال ----

میر عبدالجبار۔ جناب! بات تو میں کر ہی رہا ہوں۔ جناب! بڑی مہربانی میری ایک ناقص رائے ہے، اس سے قبل بھی میں نے فلور پر کہا تھا اور وہ یہ ہے کہ کیا یہ بہتر نہیں ہو گا کہ پرائیویٹ ممبر ڈے کے ہفتے میں دن بڑھائے جائیں، سوچ لیا جائے کہ کیا یہ ممکن ہو سکتا ہے۔ جناب! اس پر اگر غور ہو جائے۔ جناب! اگر آپ بھی اس پر ارشاد فرمائیں، یہ بھی میں سمجھتا ہوں۔

(مداخلت)

میر عبدالجبار۔ ہم اپنے اس پرائیویٹ ممبر دن میں کبھی، جہاں تک میں دیکھ رہا ہوں، کچھ بھی نہیں کر پائے۔ تو کیا یہ بہتر نہیں ہو گا کہ اگر ہم اس پرائیویٹ ممبر ڈے کو دو دفعہ کریں ہفتہ میں۔ شکریہ

جناب چیئرمین۔ بہر حال آپ فیصلہ کر لیں آپس میں۔ تو ایگریکلچر پالیسی پر ----

جناب شہزاد گل۔ جس وقت یہ موشن take ہوا تھا اس وقت نواز شریف کی گورنمنٹ تھی، اس گورنمنٹ کی پالیسی جو تھی، طارق چوہدری کے اس پر دستخط کرنا باقی تھے۔ اور اس پر ممبران نے، اس وقت صرف ایک ممبر نے اپنے خیالات کا اظہار کیا تھا۔ اب وہ گورنمنٹ بھی چلی گئی، پھر کیئر ٹیکر بھی چلی گئی۔ اور

اب موجودہ گورنمنٹ آئی ہے اور حال ہی میں موجودہ گورنمنٹ نے زرعی پالیسی کے متعلق یعنی ٹاسک فورس کے چیئرمین نے ابھی کئی اعلانات اور مراعات کا اعلان کیا ہے۔ اب ہم کس گورنمنٹ کی پالیسی پر بحث کرنا چاہتے ہیں۔ چاہیئے یہ کہ کیا یہ مناسب نہیں ہو گا کہ جو موجودہ گورنمنٹ نے کیبنٹ کی ٹاسک فورس نے جو موجودہ پالیسی کے جن نکات اور مراعات کا اعلان کیا ہے۔ اس کی کاپی ہمیں مہیا کی جائے تا کہ اس کی روشنی میں----

جناب چیئرمین۔ بات سمجھ آ گئی۔ تو آپ کا یہ کہنا ہے کہ یہ 30 اگست 1992ء کی بات ہے۔ بات بہت پرانی ہو چکی ہے۔ ویسے بھی یہ fructuous ہو چکا ہے۔ تو کیا آپ agree کرتے ہیں کہ it should be taken off the agenda.

(مداخلت)

جناب چیئرمین۔ موجودہ حکومت کی پالیسی کے لئے آپ موشن لے آئیں What I am saying is کہ یہ جو pervious motion چل رہا ہے 1992ء کا اس کا کیا کریں۔ آپ نیا موشن لائیں، discuss کریں، کوئی منع تو نہیں کر رہا۔ So, let us drop this and you bring a new motion

پروفیسر خورشید احمد۔ میرا assertion یہ ہے کہ جس background میں سینیٹر طارق کی تجویز آئی تھی اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ fructuous ہو گئی ہے۔ لیکن چونکہ اس کی ضرورت ہے اس لئے گورنمنٹ یہ move کرتی ہے اور Private Member Day کی بجائے Government Day پر Agricultural Policy کو discuss کریں۔

جناب چیئرمین۔ کوئی بھی کرے لیکن اس کو کیا کروں۔ میرا مسئلہ تو یہ ہے کہ what do I do with this? اس کا کیا کیا جائے کہ یہ جو موشن ہے یہ اگست 1992ء سے چل رہا ہے۔ اس پر کافی بحث بھی ہو چکی ہے اور wind up ہوتا تھا۔ وزیر صاحب available نہیں تھے۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین۔ اس میں یہ ہوا تھا کہ اس پر تقاریر بھی ہوئیں تھیں۔ منسٹر صاحب نے wind up کرنا تھا۔ اب یہ چلتا آ رہا ہے۔ تو اب سوال یہ ہے کہ اس کو میں کیا کروں۔ یعنی 1992ء کا ہے۔ حالات بدل گئے ہیں۔ 1992ء کے بعد حکومتیں بھی بدلی ہیں۔ میرا خیال caretaker بھی آئے۔ پھر نواز شریف

صاحب آئے۔ پھر اب محترمہ بےنظیر بھٹو صاحبہ کی حکومت ہے ۔ تو مناسب تو یہی ہے کہ اس کو اس طرح لیتے ہیں کہ taken as discussed and finalized. اور اب نیا موشن move کریں تا کہ نئی agricutural policy discuss ہو جائے۔ ٹھیک ہے۔ So this will be taken as discussed

(مداخلت)

جناب چیئرمین۔ نہیں، یہ تو پرانا 1992 ، کا چل رہا ہے۔ جی آپ خود ہی کہہ رہے ہیں۔ اس پر تو بحث ہو چکی ہے۔ اچھا ہے کوئی نئی پالیسی جو announce ہوئی ہے۔ Is there any policy which has been announced.

An honourable Minister: Only a meeting of the Task Force; Dr. Mehmud Shah Qureshi.

جناب چیئرمین۔ تو جب وہ finalize کرلیں recommendations اپنی دے دیں۔ then these will be given to the members of the House for discussion ٹھیک ہے۔ جی agreed

اخونزادہ بہرہ ور سعید۔ اس میں کوئی فرق نہیں آیا۔ پالیسی وہی کی وہی ہے۔

جناب چیئرمین۔ بہرہ ور سعید صاحب! ہوا یہ ہے کہ اس پر بحث ہو چکی ہے۔ آپ بھی میرے خیال میں کر بیٹھے ہیں۔ یہ تو final ہونا تھا۔ منسٹر صاحب کی winding up speech رہتی تھی۔ اس پر تو بحث ہو چکی ہے۔ اس پر محمد علی خان صاحب نے بحث کی تھی۔ میرا خیال ہے آپ نے بھی ضرور کی ہو گی۔

اخونزادہ بہر ور سعید ۔ میری حق تلفی ہو رہی ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ اس پر کچھ معروضات پیش کروں۔

جناب چیئرمین۔ آپ میرے خیال میں کر بیٹھے ہیں۔

اخوانزادہ بہر ور سعید۔ جناب کب۔ میں نے اس پر speech نہیں کی۔

جناب چیئرمین ۔ دیکھیں ہوتا یہ ہے۔ میں عرض کرتا ہوں کہ یہ جو آج کسی نے یہ observation کی ہے کہ.private

اخونزادہ بہرہ ور سعید ، اچھی بات ہے ، جیسا آپ فیصلہ کریں۔ لیکن میں عرض کروں کہ جو

موجودہ سسٹم ہے agriculture کا یہ بالکل ناکارہ ہے - یہ land lords اور وڈیروں کا ہے - غریبوں اور کسانوں کا اس میں کچھ نہیں ہے -

جناب چیئرمین، تو اس موشن کو آپ دوبارہ بے شک لے آئیں چونکہ یہ اعتراض صحیح ہو رہا ہے کہ بھئی کام اس لئے رک جاتا ہے کہ بہت ساری پرانی چیزیں pending رہتی ہیں - تو جو چیز افادیت کھو بیٹھتی ہے اس کو drop کرکے نئی چیز شروع کریں تاکہ جو current issues ہیں وہ discuss ہو جائیں - ٹھیک ہے -

میرعبدالجبار، میں اتفاق کرتے ہوئے ایک گزارش کرنا چاہوں گا - ہمیں آپ سے مکمل اتفاق ہے - جب یہ move ہوا تھا 1992 میں تو وہ اس حکومت کی زرعی پالیسی تھی - اب تو نئی حکومت آئی ہے - اب میں سمجھتا ہوں کہ اس کو windup کرکے جیسے آپ فرمارہے ہیں نیا لے آئیں گے -

جناب چیئرمین، جب یہ موشن آیا تھا اس وقت لوگوں نے خاص تناظر میں بحث بھی کی - بہت سارے بول بھی چکے ہیں- اب وہ جو بحث ہے وہ اس سے متعلقہ تھی اب نئی چیز آگئی ہے - نیا موشن لائیں-

میرعبدالجبار، نئی پالیسی بھی اس حکومت کی آئی گی- پھر ہم موشن دیں گے -

جناب چیئرمین، Infact میرے خیال میں پرسوں ہی میں ٹیلویژن پر سن رہا تھا شاہ محمود قریشی صاحب کو تو میرے خیال میں نئی چیزیں آگئی ہیں اس میں- ٹھیک ہے -

So, this will be taken as discussed and will be taken off of the agenda-

No.3 is discussion on the motion by Dr. Rehan Sahib:

" The House may discuss the problems of youth in the country"

اس پر بھی بحث ہو چکی ہے windup کرنا ہے وزیر صاحب نے -

سید اقبال حیدر، اس کے اوپر بھی نئی پالیسی آئے گی تمام تر معاملات تو پرانے ہی discuss ہوں گے-

But if you like, you can take on the next Private Members Day or let it be dropped.

جناب چیئرمین، اس کو پھر کیا کیا جائے -windup کرائیں-

سید اقبال حیدر، Windup کے لئے next میں رکھوالیں۔

جناب چیئرمین آپ دو فقرے کہہ کر windup کر دیں۔ آپ تو ہر وقت تیار ہوتے ہیں۔ تو کیا چاہتے ہیں اس پر کیا کیا جائے ۔ اس کو بھی پھر drop کردیں۔ ٹھیک ہے ۔Taken as discussed and finalized کوئی نیا موشن لانا چاہیں تو -------

Syed Iqbal Haider: It is a very long statement sir, if you like I can------

جناب چیئرمین: نہیں نہیں، ٹھیک ہے۔

So this will also be taken as discussed and finalized and anybody who wishes to discuss the Policy, again then bring a new motion.

Next is Motion under 194

فضل آغا صاحب کا ہے ، وہ موجود نہیں ہیں regarding the affairs of the Khuzdar Engineering College. دوسرا آپ کا ہے خورشید صاحب۔Next time کریں۔ ٹھیک ہے ۔ تو یہ سارے موشنز جو ہیں we will take up next time۔ ٹھیک ہے ۔

پروفیسر خورشید احمد، جناب! میں اسے پڑھ دیتا ہوں۔

" I beg to move that this House may discuss the role of information media in the country."

پچھلے والے تو ہو چکے ہیں اب یہ نیا موشن ہے under 194

جناب چیئرمین ، ٹھیک ہے we will take it up next time اور anything eise you want to take.

جناب عالم علی لالیکا، جناب چیئرمین! مجھے ایک لیٹر ملا ہے سنیٹ سیکریٹریٹ کی جانب سے جس میں انہوں نے ایک D.O Letter Ministry of Interior کا حوالہ دیا ہے۔

In the interest of security it has been decided not to allow any taxi, bus or other private vehicles in the fencing area of Pakistan Secretariat, Phase-I and II. These Phases include Secretariat Blocks, A,B,C,D,P,Q,R,S, Copy of circular-I in

enclosed and forwarded to avoid any inconvenience to the learned Memebrs of the Parliament, specifically contents of the circular kindly brought to their notice.

وہ جو سرکولر ہے وہ یہی ہے ۔ اسلم اعظم صاحب کوئی سیکشن آفیسر ہیں Ministry of Interior کے انہوں نے Taxis پر سوار ہو کے سیکرٹریٹ کے تمام phases میں جانا ممنوع قرار دے دیا ۔ اب میں اس سرکولر کی روشنی میں دو معروضات عرض کرتا ہوں ۔

جناب چیئرمین : آپ باقاعدہ کوئی موشن move کریں اس طرح پوائنٹ آف آرڈر تو نہیں بنتا۔

(مداخلت)

آپ کی بات سن لی ہے Interior Minister موجود ہیں ۔ لیکن اس کو باقاعدہ کسی طریقے سے لے آئیں ۔ اگر پھر کوئی رکاوٹ ہو تو پھر اعتراض کریں ۔

Any other matter which you want to bring to the notice of the house.

Now next session is to be held day after tomorrow which is the 28th of December at 10.00 a.m.

(Then the House was adjourned to meet again on Tuesday December 28,at 10.00A.M)